



وطن کی عزت

ہشیدہ عظیم محمد سعید

ایک لہجہ اور پاک وادھ جیسے یاد آتا ہے۔

لوٹنا لو! پاکستان سے ایک وفد روس آیا تھا۔ اپنے فریڈکس اور اگر کے جب یہ وفد ہوئی پھوڑ کر وہاں ہو رہا تھا تو جب وہ ہوئی کاؤنٹر پر آئے اور اپنا بل ادا کرنا چاہا تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ہر کسی کے بل میں ایک کپل لکھا ہوا تھا اور اس کی قیمت مقرر ہوئی تھی۔ سب نے نہایت خاموشی سے پورا بل ادا کر لیا اور ہر جگہ کر دوں سے ابرا آ گئے۔ اس لیے جگہ ادا تھا کہ شرمندہ تھے۔ ان سب نے روس کے ہوئی کے کپل دیکھ کر قہقہہ کیا کہ کپل اپنے مہمان میں باندھ لیں۔ ہر ایک نے کپل باندھ لیا۔ اور یہ حرکت رو کر رہے تھے اور ان کو واچ (WATCH) کیا جا رہا تھا۔ چشیدہ آگے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ اس آگے نے ہوئی کے بل کاؤنٹر کو اطلاع دے دی۔

انھوں نے لہجہ راز داری کے ساتھ بل میں کپلی کی رقم بڑھا دی جو ان پاکستانوں نے ادا کر دی۔ یہ ہوئی کی شرافت تھی کہ اس نے ان پاکستانوں کو سہ ماہیہ نام نہام نہیں کیا۔

جو قوں کے ٹیکڑوں جوڑے

اب لوٹنا لو! ایک حادثہ یہ پیش آیا ہے کہ پاکستان ایئر لائنز کا پہلا جہاز تاشقند گیا تھا۔ اس میں بارہ سے زائد لوگ گئے تھے۔ اس جہاز میں دو لوگ نہیں تھے جنہوں



کو جانتے ہیں اور تاشقند کو پہنچاتے ہیں۔ روس پہ جن کی ایک جہیں کئی کئی تھیں ہیں۔

خیر یہ وفد خیر۔ کالی کا تھا۔ یہ وفد عزت و مہربانی پاکستان کا وفد تھا۔ یہ مہربان پاکستان کا وفد تھا۔ اسے ایشیا کی ایک ریاست ازبکستان سے ممبران مراسم قائم کرنے کا وفد تھا۔ یہ پاکستان کے باندھ مرتبہ سماجیوں کا وفد تھا۔ یہ شرف پاکستان کا وفد تھا، مگر

لوٹنا لو! اس جہاز وفد کے ایک ہادیار رکن نے تاشقند سے ورجنوں نہیں ٹیکڑوں جوڑے جوڑے کے اپنے مہمان میں بھر لیے۔ راز اس طرح قہقہہ ہوا کہ ان ہادیار رکن کے ہاتھوں سے دو بیویاں سنبھال۔ بدلتی کرے اور نہ سے تھر گئے۔

میرا اپنا ایک واقعہ

لوٹنا لو! اس نے اس حادثے کا اور اپنے بیٹے میں شہادت سے محسوس کیا ہے۔ ہر



”مرزا آپ لیٹن کیچے، میں خود اسی کے کمر گیا ہوں۔ آس کی والدہ دے
 لیا ہوں۔ روزانہ اور اچھی بجلی چلا اور کسی بیماری وغیرہ میں بھی جوتا دکھائی نہیں دیتیں۔“
 ارسلان کی بات سن کر کھلی کے مالک وحید صاحب نے کہا: ”لویتے میں شیل کو
 اپنا نہیں کہت تھا بلکہ بڑا بڑا وہ بہت شریف انسان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہی بات ہے کہ کسی
 کے لئے چرچا کھانا نہیں دینا کہ اندہ سے وہ کہتا ہے۔ یہ تو وقت، حالات اور تجربہ بات ہی
 بتاتے ہیں کہ کسی کی اصلیت کیا ہے۔ لیکن شکر ہے ارسلان احم نے مجھے آگاہ کر دیا۔“
 ”مرزا یہ تو میرا فرض تھا۔ میں آپ کو شیل کے تعلق میں یہ معلومات بھی فراہم کر رہا

مرزا غالب اور ملازمت

اعلیٰ حسین حالی

۱۸۴۲ء میں جب بدستون کا دہلی کوچے سے افسانوں پر قائم کیا گیا تو تیکراری
 محمود غنیمت بنا، مہاجرین میں بدستون کے ہاتھوں کے لیے دہلی آئے۔ وہ چاہتے تھے کہ جس
 طرح سے سو رہے مایوسہ کا ایک عربی دہلی کوچے میں مقرر رہے۔ اسی طرح ایک قاری کا دہلی
 بھی مقرر کیا جائے۔ انہوں نے مرزا غالب، ”دوستانِ مان“ ”دوستانِ اور مولوی امام علی کا ذکر
 کیا۔ سب سے پہلے مرزا غالب صاحب کو بلا دیا گیا۔ مرزا دہلی میں سوار ہو کر تیکراری
 صاحب کے محلے کے پر پہنچے۔ صاحب کو اطلاع ہوئی، انہوں نے فوراً بلا دیا مگر مرزا غالب
 دہلی سے ڈر کر اس وقت تک نہیں نکلتے رہے کہ دستور کے مطابق تیکراری صاحب انہیں
 لینے کے لیے خود آ کر گئے۔ جب بہت دیر ہوئی اور صاحب کو معلوم ہوا کہ مرزا غالب
 اس وجہ سے اندر نہیں آئے تو دروازہ پر پہنچے۔ ”مرزا اسے کہہ“ ”جب آپ وہاں موجود نہ
 ہیں تو صرف انہیں گئے تو آپ کا کسی طرح اشتہال کیا جائے گا، لیکن اس وقت آپ
 کو کرنی کے لیے آئے ہیں، اس موقع پر وہ نہ دیتا نہیں ہو سکتا۔“

مرزا صاحب نے کہا: ”مگر غنیمت کی ملازمت کا ارادہ اس لیے کیا ہے کہ مرزا کو
 زور دیا جائے کہ وہ جو روزانہ ملازمت میں بھی ملے۔“
 صاحب نے کہا: ”مگر غنیمت سے یہ کہہ دیجئے۔“
 ”مگر وہ اس خدمت سے معاف رکھ دیا جائے۔“ مرزا صاحب نے کہا اور دہلی چلے گئے۔



میں نہیں ہارتا کہ آپ کی فرم کو کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ آپ نے مجھے سہارا دیا اور اس برائی میں ملازمت دے دی۔ میں آپ کا یہ احسان بزرگوں کی بھولوں کا اور جلد اٹھ کرے کہ میں ٹائل کی طرح بھی آپ کو دھوکا دوں گا۔"

"نہیں، نہیں میں یہ بھی نہیں سمجھتا کہ ٹائل کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ میں نے اس پر پورا غور کیا تھا۔ اس کو اپنے پاس اپنی فرم میں رکھ کر میں ہی دیکھتا ہوں کہ وہ کبھی کبھار اٹھ جائے گی۔ اس نے اپنے آپ کو غور سے ہی مرے میں ہی کارآمد ثابت بھی کیا، اسی لیے میں نے اسے دوسرے شہر میں برائی ٹھکانے کا موقع فراہم کیا اور اس نے اس کام کو بخوبی سمجھا ہوا بھی دیا۔ ہر اس سال تو ہر نئی دودھ رانی بہت سی شہادے میں جاتی ہے۔ جس میں وہاں پیچھے کا جھنڈا بھی لٹکا ہے کہ وہ اس برائی میں بہت سی ٹنگی ہو رہی ہے تو ان کی چھان بین کی جائے۔"

یاد کا مدد: زہرا دلوں تھالی (۲۳) ۲۳ جنوری ۲۰۱۸ء



Sardi Mubarak

Qamari drinks Rosh Afza and Afza Baniya help Sardi Mubarak to make Sardi Mubarak.



ٹائٹس نے ہی اس برانچ کا آغاز کیا اور پہلی بہت مختصر مہینے کا ہی واقعہ ہونے پر مگر کئی سال کے آخر سے ٹس کی والدہ کی بنیادی کامیابی اس سلسلہ شروع ہوا کہ وہ کام پر توجہ دی تواسے سنا۔ اس نے اپنی ماں کے علاج مانگے کے لیے مجھ سے بہت سارے قرض بھی لیا ہے اور ماں کے ساتھ اس کی چارہ داری میں مصروف رہنے کے باعث بہت سی کاروباری ملاقاتیں اور کام چابی کے مواقع ضائع کر دیے، چنانچہ اس سال تو یہ برانچ عشاء سے میں چلی گئی ہے۔ سال کے شروع میں والدہ کی بنیادی کی وجہ سے ٹائٹس نے کام پر توجہ نہ دی اور پھر آخر غریبائی کہ والدہ انتقال کر گئیں اور اس طرح اس نے ایک بار پھر۔۔۔ سے ایک ہفتے کی محنت کی کہ والدہ کو آہائی گاؤں میں سپرد خاک کر دیا ہے۔۔۔ اور اب تم نے یہ بات جانتا کر مجھے حیران کر دیا ہے کہ ٹائٹس کی والدہ زندہ ہیں اور تم خود غنیمت سے ملے ہو۔"

"میں، سہرا تب بھلا آپ سے کیوں لڑتا ہائی کروں گا۔ ٹائٹس نے مجھے خود یہ کہہ کر ٹھوٹا کہ یہ میری والدہ ہیں۔ سہرا ایک بات اور بھی بتاتا چلوں کہ میں جتنی دیر اٹھنا کے پاس بیٹھا ٹائٹس کی والدہ نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ یہاں تک کہ میرے سوال کرنے پر بھی وہ خاموش رہی، اس ٹائٹس نے یہ بتا کر میری والدہ کم ہی بولتی ہیں۔"

"میلنگ ہے، پھر بات کریں، مگر میرے لیے کیا انکشاف بہت ہے؟" اسے کہ اگر ایک شخص کی والدہ زندہ ہیں تو بھلا اپنے دل کے لیے وہ اُن سے پہلے چارہ داری پر حوصلہ کیوں کرے گا۔ ٹائٹس نے تو باقاعدہ تقریری طور پر مجھ سے پہلی طلب کی تھی، اسی بنا پر کہ ٹس کی والدہ انتقال کر گئی ہیں۔ وہ اسی سبب آج بھی میرے لیے چپ میں کھوٹا ہوں گی۔ پھر، اس کی سامنے آئے شروع ہو گیا ہے۔ میں نے تو صبر اس غرض سے اس پر دھنچ میں نہیں

بجھاتا کہ تم شکیل کی چھان لینا کرو، لیکن یہ بھائی ہو گیا ہے کہ اگر وہ میرے ساتھ دو گھنٹوں
 پہنچا رہا ہے اور جو کہ تم نے بتایا وہ سچ نہ ہو گا۔ ہر شخص کو ان تمام باتوں کی وضاحت کرنی
 ہوگی۔ میں کبھی برداشت نہیں کروں گا کہ کوئی مجھے دھوکا دے۔
 ”مرا اسی اپنی آخری دم تک آپ کا وہ دروازہ ہوں گا۔“

ارسلان کو اس فرم میں آئے ہوئے شعور اسی عرصہ اور اتفاق کام اور وقت داری کی
 اس کی کچھ یاد تھی، مگر اس نے خود ہی یہ فریضہ سراپا لیا۔ وہ بنا شروع کر دیا کہ اس پرانی کٹی قوم
 راجہ دست کبھی کے مالک و حید صاحب تک پہنچائے۔ اس نے پہلے دن سے ہی خود کو شکیل کی
 جگہ پر راجے کیجئے تصور کرنا شروع کر دیا تھا۔ شکیل کو بطور کی چاہب سے کارٹی بھائی تھی، اس
 طرح، مگر بہت سی سہولیات بھی دستے میں تھیں۔ اس کا دفتر جو اس نے اس خیر میں منتقل
 ہونے کے بعد خود چار دیا تھا، وہ ابھی خوب صورت اور عالی شان تھا۔ اس کے ہاتھ
 سات لوگ تھے اور اب آٹھواں ارسلان اپنے اس کی طرف سے یہاں قیامت نہ تھا۔
 شکیل کو تو ہر مسلمان کے آئے سے کوئی فرق نہیں تھا۔ اتنا کہ اسے خوشی ہوتی تھی کہ ایک اور
 ملازم کے اضافے کے باعث کام میں بھڑی آئے گی، کیوں کہ گزشتہ چند ماہ میں وہ اپنی
 والدہ کی وجہ سے کام پر توجہ نہ دے سکا۔ یہاں پہ کبھی کو تھکان بھی ہوا اور خود شکیل کو اپنی
 ماں کے پیچھے علاج کے باعث تشریف لے کر آتا تھا، مگر اس پر بھی کڑی دیکھ بھال تھی۔

شکیل کے والد کچھ عرصے پہلے وفات پا چکے تھے۔ جب سے وہ حید صاحب کی
 کبھی میں کام کر رہا تھا اور ہر شخص کی کارکردگی اور ادارہ کو دیکھتے ہوئے اسے
 ایک دوسرے خیر میں رہنے کو کہنے کی بجائے وہی دیکھتی تھی۔ شکیل کی ابھی شادی نہیں ہوئی

تھی۔ صرف ایک بڑھی ماں تھیں، جنہیں کبھی کی سواری چاروں لائق ہوتی۔ شکیل انہیں
 پانے کی بھرپور کوشش کرتا رہا، لیکن اس کی کھل کا نکتہ اس کی ماں ہی تھی، مگر کچھ
 عرصے بعد وہ نے اس کی ماں کو اپنے پاس بلایا۔

ماں کے جانے کے بعد شکیل کو کمر کی چھائی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی اور وہ ہر
 وقت اپنی ماں کے قدم میں نہ حال رہتا تھا۔ دن بھر اس کا کام کرتے ہوئے مصروفیت میں
 وقت آسانی سے گزر جاتا، لیکن جب شام کو گھر لوٹتا تو اسے لمبا لمبا ماں کی یاد آتی تھی۔ وہ
 بار بار توبہ نہ لگا، مگر چلو جانے والے دنوں کی نہیں لہتے۔ اس کی سوج گزشتہ
 آپ کو آتی دے دیتا۔

ایک روز جب وہ قس ہے، ابھی آ رہا تھا تو اپنے گھر سے کچھ دور آئے ایک
 بڑھی خاتون دکھائی دی، جو صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے تھیں اور ان کے ہال غصے سے
 جھمکے ہوئے تھے۔ وہ اپنے پیروں والا اپنی کس گھنٹی ہوئی لٹ پاتھ پر میرے دیر سے
 بل چارہ تھیں۔ اندھیرا نظر پڑا، لیکن چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے گھنٹوں کو لٹ پتے
 تھے۔ شکیل نے سوچا کہ یہ بے چارہ خاتون شاید کوئی ماسٹر ہو۔ کبھی دوسرے شہر سے آئی
 ہوں اور یہاں اپنے سراج دیکھنے داروں کی تلاش کر رہی ہوں۔ اس نے گاڑی ہالٹ اس
 خاتون کے توبہ جا کر روکی۔ اسے اس کا پیچہ مرقا خاتون کے گھر میں آ کر چہرے میں اپنی ماں کی
 جھک نظر آئی۔ ایک دم سے اس کی آنکھیں نہلم ہو گئیں۔ وہ انہیں مخاطب کر کے بولا، ”میں کی؟“
 آپ کو کہاں جاتا ہے؟ مجھے بتائیے، میں آپ کو کھانا دیتا ہوں۔“

اس خاتون نے شکیل کی جانب شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا تو دل تک اس کا

اڑ گیا۔ اسے ایک لمبے کڑیوں میں محسوس ہوا کہ وہ اس کی والدہ بھی ہیں۔ اس کے گلے سے دو
 خاتون اور نہیں ہاتھ والی تک محلی میں خوشگلیں اور چند غلیں محسوس میں نظروں سے اوجھل
 ہو گئیں۔ ٹھیک کمرے آگئی۔ کمرے کے دو کونے سے اس خاتون کا شگفتہ ہرچہرہ دیکھ کر
 قہار سے ہنس گیا۔ ہاتھ کا پیسہ وہ خاتون اس کی والدہ دہی تھیں۔ لیکن اگر والدہ کی زوجہ
 علی تو انہوں نے بات کیوں نہ کی۔

اچھی شام بھی ٹھیک نے اسی خاتون کو ہاتھ اسی طرح دیا اپنی کبھی سمجھنے اور سنے
 نہ تھا۔ ہاتھ پر دھرتے دھرتے پہنچے دیکھا۔ ٹھیک اپنے دل میں ارادہ کر چکا تھا کہ آٹھ دو
 اس بڑی خاتون کے حلقہ کار کی پوری تحقیق کرے گا۔ اپنے اس ارادے سے اس نے
 کارمزد کے کنارے دیکھی اور پھر آخر کار پیدل پیدل ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اب
 تک بارہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی لپٹ میں نہیں لیا تھا۔ وہ خاتون اس بات سے بہت خیر نہیں کہ
 کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ نہ قہر کا پیچھے نہیں چارہ صحت تک جاری رہا۔ پھر وہ خاتون
 کسی مکان کے دروازے پر پہنچی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئیں۔ حیرت کی بات تھی کہ
 اس دروازے پر تھکی نہیں تھا۔ ٹھیک نے دور دراز سے دیکھا تھا کہ وہ دروازہ کھول رہی ہے۔
 مکان کے مرکزی دروازے کے دائیں جانب کچھ کھلی ہوئی ایک ٹھیک نے دور دراز سے کھول رہی ہے۔
 ٹھیک نے سلام کیا تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: "مٹی کس سے ملتا ہے آپ کو؟"

ٹھیک نے قہر سے ٹھیک کا دکھار دیا۔ سمجھ گیا کہ ہاتھ کا کس طرح بات شروع
 کرے۔ اسے گمان گزرا کہ یہاں ٹھیک کی والدہ ہوگی۔ چنانچہ پوچھنے لگا کہ کیا ہے؟
 دوسری سوچ یہ اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی وہ یہ کہ اگر وہ بڑی خاتون اس ٹھیک کی
 ماں یا بیٹے دار ہے تو آخر شام کے وقت وہاں ٹھیک کس کچلے ٹھیک کی خاک انہیں چھاتی

تیں ہتھکن کے دل و دماغ میں اس کی محبوبہ کی یادیں جاتی ہوئی تھیں اس لیے وہ نہ
 چاہتے تھے کہ اس کے ہاتھ کی طرف سے وہاں کو نظر انداز کرے۔ اسے حیرت اس بات
 کی تھی کہ ہاتھ کی عمر یہ گھر والے مزید دہشتہ دار اس کا خیال کیوں نہیں رکھتے؟ اس نے
 ہاتھ کو لپکے میں کہا: "اب اس بات سے ان بزرگ خاتون کے حلقہ کار سے کہنے آتا تھا،
 جیسے میں نے کل بھی اور آج بھی پٹا لپکی کس کچھنے مرکزی سڑک پر گھر سے دیکھا۔"

ٹھیک کی بات سن کر وہ ٹھیک ایک دم خوش ہو گیا اور فوری طور پر اس خاتون کے
 کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے اس کا دروازہ کھلے گا۔ اس کے لئے دروازہ کھلا اور وہ
 ٹھیک بولا: "آج اسے میں آپ کو آپ کی عمر دے گا اور وہاں۔" ٹھیک نے کہا کہ آپ
 آگئے۔ ہم خود پہلے چلے گئے کہ آخر اس میں سے کیا کیا جائے؟

ٹھیک نے لپکے ایک اور حیرت کا ذکر ٹھیک کیا کہ آخر ماہرہ کیا ہے۔ ٹھیک بولیں
 دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ ٹھیک ان بڑی خاتون کو کھٹک کر کے بولا: "ماں کی ا
 دیکھیں آپ کا بیٹا آپ سے ملے آیا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ ماں کی بڑے جوش و خروش میں آگئے۔ ہاتھ ٹھیک کو لپکے لپکے اور
 اس کا ہاتھ ہاتھ سے ہونے لپکے۔ "مجھے ہاتھ کو میرا بیٹا کیسے ملے گا؟"

ٹھیک نے گھر میں ہاتھ کو دیکھا کہ ٹھیک لپکے لپکے۔ "اب آپ سوں یہ میری اہلیہ کے ساتھ
 رہیں گا؟ میں سمجھتی تھی کہ آپ کی ہیں۔ راستہ جب یہاں سے ٹھیک نے اپنے جانی بچوں
 کو لپکے لپکے تو ان کو کچھ یاد تھا کہ کہاں جاتا ہے۔ لیکن کے پاس کوئی خون نہیں ہو جاتا تھا کہ
 جس پر یاد کر سکتے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس وقت ان کو کوئی ٹھیک نے لپکے لپکے لپکے لپکے
 ہم نے چہرہ میں صحت تک کرنا دیکھا تھا۔ اس طرح ہم اہلیہ اپنے گھر لے آئے۔

آپ کو دیکھ کر انھوں نے غوراً دیکھا تو لیا۔ مجھے ٹوٹی تہ کہ آپ یہاں تک پہنچ گئے۔ لیکن حمد علی اس بات کی ہے کہ آپ کو یہاں لاکھ کیسے ملا؟ یقیناً یہ شرم کو مانا انہی کیس ہے آپ کی تلاش میں تھی؟ ان کو یقین تھا کہ آپ انہیں تلاش کر لیں گے اور دیکھیں خدا کا کرنا کیا ہوا کہ آپ نے تلاش کر لی۔ چلیں آپ بیٹھیں، ادا تہ بیت کر لیں، میں پائے کا بندوبست کرنا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ آئندہ انھیں انکار چھوڑ دیں، یہ سب بات بھول جاتی ہیں۔ اگر آج آپ رات کو کل میں پولیس اسٹیشن میں رپورٹ کر دیا جائے۔“

(پہاڑی ہے)

گھر کے ہر فرد کے لیے منہ

پندرہ روزہ

صحت کے طریقے اور پیچھے کے تجربے نگاہ کے دائرہ اعمال
 * صحت کے آسان اور سادہ اصول * طبیائی اور لائی انجینئرس
 * خواہ میں کے کبھی مسائل * بلا جانے کے امر و خیر * بچوں کی تعلیمات
 * جزی بری تھوڑے سے آسان فکری علاج * تھکا دہانہ نداشت کے واسطے میں تازہ معلومات
 خود صحت آپ کی صحت و صحت کے لیے ہر ممکن قدم اور ہر
 بحالہ کی کہ وہ میں طبیہ اور اہل ہسپتال میں جیسا کرتا ہے
 رفیقین! اس --- خوب صورت گناہ آپ --- قیمت صرف ۵ روپے
 دیکھ کر کہ ان کو خریدنا چاہیے

توڑ کر کھانسیں اور سہلے: ہر روز ایک لاکھ بار پڑھا کرے

مسعود احمد لکھنؤ

مسعود احمد بریلوی

آج کل رہنے والے لوگ میں لینے کا مطلب ہے ہاتھوں کو گھما کر دیکھیں کہ جیت سی بیٹے،
پچھنے پچھانے کوٹ ملے رہے ہیں۔ شرعاً شرعاً میں تو صرف منافعت اور حاجت کو ہی
پہنچنے سے پہلے ہی دیکھتا ہوں کہ کیا اس سے کوئی فائدہ ہوگا۔ پھر بھی پہلے پہلے کوٹ لینا پسند
نہیں کرتے تھے۔ لیکن آج کل دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ سب مقررے تو نہیں کیونکہ آج کل اور گھومنے والوں
کی تعداد بڑھ چکی ہے۔ لوگوں نے مجھ کو دیکھا کہ میں نے کوٹ لینا کرتے شروع کر رکھا ہے۔
اس شرعاً پہلے کوٹ اور زیادہ پہننے سے ملے گئے، پہننے لگے اور لوگ ان کو بھی کوٹ کرنے پر
شروع کر گئے۔

آج کل تو یہ حال ہے کہ ان لوگوں کو ہاتھ میں لینے کو واضح دل نہیں چاہتا۔ اس قدر خراب وقت نہ دیکھ کر ایک بد تو یہی چاہتا ہے کہ ہا ہے ہمیں سپرد ملے مگر ہم کو یہ ہوت
نہ تو ہمیں نہ شہ چاہیں رہن سہا جب آئیے نہ ہیں۔ نہ لیں تو کیا کریں؟ کار، ہار کیسے چلے
چلے گا کیسے لڑے گا اور کیسے نہیں۔ کہا نہیں کیا، چاہیں کیا، زندگی کی گاڑی کیسے آگے
بڑھے۔ یہ تو چاہیے۔ یہ تو ہی سہہ، راج الوقت ہیں۔ سکہ راج الوقت کا مطلب یہ ہے
وہ ہے کہ اس کے ذریعے سے انہی کے سارے کام و عہد چلتے ہیں، لہذا اگر بہت
توڑے گا کچھ، ان لوگوں کو لگے گا کہ نہیں تو کم سے کم اتنا لگایا تو چاہی ہے۔

یہ صورت حال دیکھ کر مجھے ایک خیال آیا۔ وہ یہ کہ جس طرح ہم پہلے پہلے لوٹ لیتے

ہوتے باقی کرتے تھے اسی طرح بعض اور بھی چیزیں تھیں، جن کو ہم قبول نہیں کرتے تھے۔
 ہم نے وہ دیکھا جو ہمیں چاہیے، میں ہی بتا دیتا ہوں، وہ جس نے نہ سنا، نہ دیکھا، نہ سمجھا،
 غیر اخلاقی حرکتیں، شروع شروع میں ہم سب کسی نہ کسی کو دیکھتے یا سنتے تو کانوں میں
 انگلیاں دے لیتے تھے اور جانتے تھے کہ اس کا ذکر بھی ہمارے سامنے نہ ہو، لیکن دیر سے
 دیر سے ہم اس کے عادی ہو گئے تھے۔ نہ ہی ہاتھیں سن کر ہمیں دکھ کم ہونے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا
 کہ نوجوانوں کو ہم نے سب کے سب بھانپ لیا۔ بڑھتی گئیں، بڑھتی گئیں اور ایک دن ایسا
 آواکس میں کوئی نہ الٹی، نہ الٹی جیسی تھی، بلکہ ہم میں سے بہت سوں کو تو نہ الٹی کر لے، نہ الٹی
 بننے، نہ الٹی دیکھنے میں مرنا آئے گا۔ گو وہ ہم نہ الٹی کو پہلے لوگوں کی طرح قبول کرنے لگے۔
 آج انہوں نے اپنی ماں ہے۔ ہمیں پہلے صاف ستھرے ٹوٹ دیکھتے تھے، اسی طرح
 ننگی، ایمان داری و سچائی، انصاف، سادگی اور کثرت شعاری پر توجہ آتی تھی، لیکن آج ہمیں
 نہ پہلے ٹوٹ نہ آتے تھے ہیں اور نہ ہی اور وہ اخلاقی دیکھنے پر ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔
 آج نہ انہیں بھی پہلے تو اس کی طرح ننگی اور کثرت دیکھنے میں لگی ہیں۔
 سوچو، یہ کیا ہو رہا ہے۔ بھوٹ، دھوکا، انصافی، لالچ، رشوت، کام چوری اور
 حق ٹھگی کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے! اس کی ضرورت ایک صورت ہے کہ نہ ہم سمجھ سکیں
 پہاڑیں اور نہ قبول کر سکیں۔ نہ اخلاقی کم زوری میں خود دھوکا ہوں، نہ دوسروں کی اخلاقی
 کم زوری کو قبول کر سکیں۔ اس طرح ایسا صاف ستھرا اصول پیدا ہو گا کہ کسی کو کھوٹے سے
 پہانے کی ضرورت نہ ہوگی۔



کرم کا پودا

میں نے جب بھی اظہار ہے سب وہ
 دل میں امید کا ہے وہ بل گیا
 نہ نہ میری شکل کا مشکل کشا
 اسے خدا مجھ کو ہے جیسا آسرا
 غم کو دیر لگی رہی اترنے کا
 یہ اثر ہے خدا! ترس نام کا
 تھی خائبہ نام، تھا حد آسماں
 ہر قدم تو نے مجھ کو دیا حوصلہ
 جب بھی پوچھتا ہے پکارا آسے
 ہوگی اس پہ پہلے سے رستہ ہوا



تیم محمد سعید
یوریل انکارشپ
کے لیے طلبہ کا انتخاب
وجیم انکارشپ
چیک و اضافہ



تیم محمد سعید یوریل انکارشپ 2016-2017 کے لیے پاکستان کے 25 سرکاری قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے

انکارشپ نے 21 قسمن کی مدد سے 420 طلبہ کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے

مقررہ تاریخ تک وصول ہونے والے درخواست دہندگان کی فہرست کی مدد سے 181 طلبہ کے لیے
انکارشپ چیک ہونے والے قسمن کی تفصیل سب سے پہلے ہے

110 طلبہ اس طرح انتخاب 26 جہاز سے قسمن کی مدد سے
42 طلبہ اس طرح انتخاب 50 جہاز سے قسمن کی مدد سے

انکارشپ کے چیک ہونے والے قسمن کی مدد سے 25 جہاز سے قسمن کی مدد سے
23 جہاز سے قسمن کی مدد سے 25 جہاز سے قسمن کی مدد سے
25 جہاز سے قسمن کی مدد سے 25 جہاز سے قسمن کی مدد سے

تیم محمد سعید یوریل انکارشپ 2016-2017 کے لیے پاکستان کے 25 سرکاری قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے

علم و سچے

انکارشپ کے چیک ہونے والے قسمن کی مدد سے 25 جہاز سے قسمن کی مدد سے
2016 میں انتخابی جہاز سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے پاکستان کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے

ڈراما سٹیج

موسم : اللہ و دعا پر چلے
گم زور کی بہت یاد تھی۔ ڈراما میں قیام

ہو لوگ آگ سے ڈرتے ہیں کہ وہ
انجلی بخش نے قسمن کی فائبر کی گم خور کی کی

ہو لوگ پانی سے ڈرتے ہیں کہ وہ
خواب اور سی ہے۔ ان کی رائے تھی کہ

ہو لوگ کھیلوں سے ڈرتے ہیں کہ وہ
آزاد بنے گا۔

ہو لوگ زنگ سے ڈرتے ہیں کہ وہ
دھماکے لگے گا۔

ہو لوگ انکارشپ کے لیے جانے والے قسمن کی مدد سے
انجلی بخش نے قسمن کی فائبر کی گم خور کی کی

ہو لوگ پانی سے ڈرتے ہیں کہ وہ
خواب اور سی ہے۔ ان کی رائے تھی کہ

ہو لوگ کھیلوں سے ڈرتے ہیں کہ وہ
آزاد بنے گا۔

ہو لوگ زنگ سے ڈرتے ہیں کہ وہ
دھماکے لگے گا۔

جائزوں پر دست۔ چیک بہت نکلوانی۔
 دارتھوں کے آٹے ہانے کے قرین کا
 حساب کیا اس رقم کا چیک کا۔ رقم
 سرکاری خزانے میں جمع کرائی یا دوسری
 رخصت کے اور کہا "پونکوت اور ریاست
 کا کام نہیں کہ گورنر جنرل کو اس کی پسند کا
 کھانا سرکاری طریق پر فراہم کرے۔"

بہادر کسان

شاعر : حفیظ جالندھری

پسند : پردیسین انگریزی

سوئے اندھیرے اندھیرے آئے
 تھے تالی نیتوں کی جانب چا
 ہے مارا رات ابھی ۳ رات
 مگر اس کا یہ وقت ہے کام کا
 اسے ہر گزری کام کی کا ہے دھماکے
 "یہ" مٹتی ہے بہادر کسان
 ابھی تل ۴ دل ۵ صبح ۱۰
 ابھی موسم اور ۱۵
 نہیں مل گئی ابھی ۱۵
 ۳ چل ہے جب لی چلے جا
 کوئی دیکھتے تو اس گزری اور کی ٹان
 ۱۵ مٹتی ہے بہادر کسان

کڑی دھوپ چاروں طرف چھا گئی
 برا جس کی گرمی سے قہقہہ کی
 ۵۔ ٹانوں کی بازی جو ٹھہرا گئی
 تو اس کی ایک دوسری آگئی
 ایک کڑا ہے "مگر خطہ جانا
 بنا مٹتی ہے بہادر کسان
 ہے دھماکے سے ہلتا اس کے پاس
 ۵۔ مٹتے سے کرتا ہے سب کام سامان
 ۵۔ ڈکڑاں ۵۔ ۵۔ اٹاتی اور کھانا
 ہلوں کا جڑ اور پھولوں کی ہان
 اس سے تو لگتا ہے جادا بہان
 ۱۵ مٹتی ہے بہادر کسان

ادیب، شاعر، کار بار

ادیب : قریب خان، عثمانی کراچی

سرفراز شاعر اور ادیب احمد نام
 کا ہی اہلنا صاحب "سیرتہ حسنہ" میں لکھتے
 ہیں کہ ایک دن فیض صاحب (فیض احمد
 فیض) مجھے اپنی گاڑی میں تھا کہ مراد الرحمن
 چٹائی صاحب (مصور) کے پاس لے
 ہو رہے تھے۔ ٹیسٹ روڈ پر سے گزرتے تو
 مجھے ہلکے سے کہہ کر "فاسک" لکھا "کا

ایک بڑا سا روڈ کھائی دیا۔ مجھے ملو، نہیں
 یہ کی صاحب کا پرہیز تھا، فیض صاحب
 کہنے لگے۔ "آپ چپے چپے آتا ہے کار بار
 چار ہے چپا؟"
 اس پر ہم دونوں ہنسے۔

تو وہ آگے کے قریب پہنچا کہ
 قریب مجھے ایک بورڈ نظر آیا۔ جس سے کہا
 "فیض صاحب آگے بارہ تو آپ نے بھی
 خوب پچھلا دیکھا ہے اور وہ دیکھیں!"
 "بارہ؟" فیض حیرانگہ تھیں "کے
 والا درجہ تھے۔ فیض صاحب انکے کہتے کہ
 انھیں کار بار کے ایک طرف، دیکھی پڑی۔

فراست

ادیب : راہبہ اہم احمد خان، لاہور، کالونی
 سرپانی ایک حکایت ہے کہ مردوں
 کی ایک ٹان ایک گاڑی میں بٹھائے چلے گئے
 "نیا۔ کسی وجہ سے اس کی آنکھوں سے پانی
 بہ رہا تھا۔ سامنے درخت پر بیٹھے ہوئے
 بہت سے گاڑی کو دیکھ رہے تھے اور اس کی
 آنکھوں سے بہنے والے پانی کو آنسو کہہ

رہے تھے۔ ایک پرندہ نے اپنے ساتھی
 سے کہا: "دیکھو! اس قدر نرم دل انسان
 ہے۔ ہمیں سردی میں بٹھا کر کچ کر نرم زود
 ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو پ
 گئے ہیں۔"

دوسرا پرندہ کچھ مثل منہ تھا، وہ اپنے
 ساتھی سے کہنے لگا: "بھائی! اس کی آنکھیں
 مت دیکھو! اس کے آنسو دیکھو! انھیں میں تیر
 نکالوں ہے اور تیر کا گلہ جادری طرف ہے۔"

دوست

شاعر : وسیم بھٹری

ادیب : فرمان سید، سرگرمی

ایک صاحب مجھ سے دوستی کا لٹا
 "مگر کو آتہ میرے گھر سے دیا ہے
 ہے طرف قہقہہ کہ اسی میرے اوپر
 مٹتی ہے لکھا ہے کہ "خدا دیکھ رہا ہے"
 شعر پر جان بھٹکی

ادیب : ایک اکرم، لاہور، لاہور
 ایک ایرانی قہقہے کے سردار نصیر الدین
 سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا اس کو وہ اس نے

عزم باری کیا کہ مردار کا سر کاٹ کر پیش کیا جائے۔ بادشاہ کے پاسی عزم کی قبول کے لیے مردار کے پاس پہنچے۔ مردار نے چاہیوں کو کسی تکلیف مرسانا دیت پر راضی کر لیا کہ وہ اسے بادشاہ کی خدمت میں زندہ لے جائیں۔ چنانچہ اسے بادشاہ کے سامنے زندہ لے جا کر لایا۔ بادشاہ بھڑک اٹھا۔ اس نے عزم باری کے برم میں پانیوں کو گولی کوٹنے کا فیصلہ کیا۔

مردار نصیر الدین نے موقع کی فراغت بھانپ کر ایک برستہ شہر چڑھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے مرطلب کیا تھا، میں کسی کے ہاتھ کیوں بھیجتا، خود اپنی گردن پر لیے مار غریبوں۔"

بادشاہ بھڑک گیا۔ اس نے مردار اور پانیوں کی سزا معاف کر دی اور مردار کو انعام سے نوازا۔

پڑھنا تھا

حسرت امہار زنی نگرونی

پاکستان میں نیلے ڈنکی کی افادیت

کے شیلے میں ایک مرد دے ہوا۔ اس مردے

بچے نے جواب دیا "دل کا کر پڑھنا تھا۔"

برسات کا موسم

تھر: محمد سلیم بھٹو

احباب: سلمان يوسف محمد بلبل

وہ دیکھا اٹھی کائی کالی ٹھٹھا

ہے ہاروں طرف چھانے والی ٹھٹھا

گلا آن کر رہے جو برساتی

تو بے جان مٹی میں جان آگئی

بڑی ہولناں بڑا آئے لعل

عجب تلو مچے، عجب پھول پھل

ہر اک بڑا کایک نا دمک ہے

ہر اک۔ پھول کا اک نا دمک ہے

وہ دن میں کیا ماجرا ہو گیا

کر بھل کر بھل ہوا ہو گیا

☆☆☆

دھوپ

نیا دھوپ

دھوپ کا سنے بھارنے بچہ! کتنا اٹھلا دھوپ ہے

جان داروں کے لیے بے حد ضروری دھوپ ہے

دھوپ ہی سے بچے اور پودوں میں سادگی جان ہے

دھوپ سے بچے ہیں فصلیں، دھوپ کی کیا شان ہے

چاند سے منسوب ہے جس طرح بچہ! چاندنی

ایسے ہی سارے سے ہم رشتہ ہے دیکھو دھوپ بھی

سراج میں جسم ڈالتے ہیں حرارت دھوپ سے

پتوں میں ہے ہماری ساری قوت دھوپ سے

جن گہروں میں دھوپ کا ہوتا نہیں کوئی گزر

تندرستی اور صحت سے ہیں وہ محروم گھر

جسم بھلائی ہے آخر موسم گرما کی دھوپ

اور طبع چاتی ہے نیکر موسم سرما کی دھوپ

ہر گن سورت کی اک نعمت ہے صحت سے بھری

اسے قیاس ہے یہ اچالا، روشنی ہے، دھوپ کی



اور صاحب دو چاکر پرانی باتیں یاد آ گئیں۔ ایک بار وہ گرم دوپہر میں جب وہ روتا ہوا دادی کے پاس آ تھا کہ ایک کبوتر سے وہہ دکر رہے ہیں اور اگلے چائیکبوتر نہیں دے رہے۔ آپ اگلی ٹھیکیں۔ اس وقت دادی بہت تھی زوئی تھیں اور آرام کر رہی تھیں، مگر اس کی نا ضرور اتنا تھ گئیں اور جب دانا کر لائی تھیں اور وہ ایسا ہی خوش ہوا تھا، جیسے وہ بچی بھر رہی تھی۔ اسے خیال آیا کہ دادی کتنے دن سے کہہ رہی ہیں، چشمہ غنائے کو اور میں بھی کتنے شمس جو گیا ہوں، سوچتا ہوں کہ وہ چاروں قسطے کے بچہ نہیں رہ سکتیں وہ میرا کتنا خیال رکھتی ہیں اور میں۔۔۔

صاحب نے اپنا کام فرما لیا اور آگیا۔ دروازہ دادی نے ہی کھولا۔ وہ بیٹے کو باری تھیں۔

یہ کہنا نہیں۔ ان کے کاڑی چلانے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔ صاحب کی مجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ دادی اس سے بے چین بن کر رہا تھا۔

ایک دن دادی نے صاحب سے کہا: ”پریشان نہ ہو! ایک غمناک کرو۔“
دادی، صاحب کو کچھ پی پی سے پیار میں پریشان تھی جس۔ پہلے تو وہ پریشان کہنے سے بہت خوش ہوتا مگر اب چلانے لگا تھا۔ اس نے کہا: ”دادی! آپ پریشان نہ کیا کریں۔ میں جیسا ہوں۔“

”ارے! اچھا تو ہے۔۔۔ لیے اب بھی نئے پریشان ہو۔“ دادی نے اس سے کہا۔
”ایسا ہے نہیں، کیا کام ہے؟“ اس نے جلدی سے پوچھا مگر زلی کی طرف نظر ڈال کر۔
”کھلا رہے ہو۔ ابھی تم پیری میں ہو کل تاروں کی۔“ انہوں نے آہستہ سے کہا۔
دوسرے دن وہ باندھنا چاہتا تھا دادی نے کہا: ”مجھے بھی لے چلو، لیکن چشمنہ ہونا ہے۔“
صاحب نے ایک نظر ڈال کر دیکھا اور بڑا ناگوار ہوا: ”دادی! آئی تو میں ایک بہت ضروری کام سے جا رہا ہوں۔“ اس نے آپ کو سہارے لے لیا۔

میں آئی، مگر پریشان اور بڑا چارہ چارہ کر گیا۔ اس دوران دادی نے وہ ایک سرخ رنگی کپڑا کرنا۔ اور چارے کے پانچ ٹکڑے بنائے اور کوئی مجھے اتنے پانچ ٹکڑے بنائے۔
”نہیں! اچھا رہا۔ تم ساتھ چلو مگر وہ زلی صاحب کوئی نہ کوئی لینے نہ کرنا۔“

صاحب ایک دکان پر اپنے لیے تھو پتہ کر رہا تھا کہ اسے قریب سے ایک بلی کی آواز سنائی دی: ”شکر یہ دادی! اس آپ بہت اچھی ہیں۔ آپ میرے کام فرما کر رہی ہیں۔ اگے کے پانچ ٹکڑے بھی بننا۔“

خالص قدرتی اجزاء پر مشتمل پیراموس



اس نے پوچھا: "آپ کس بیماری میں ہیں؟"
 "بیٹا؟ تمہارے ابو نے کہہ دیا ہے کہ قریب قریب کے کام خود کر لیا کریں۔ سوچ
 فرمنا بیٹے کی دکان ہے وہاں سے وہ لوگوں کا مقولہ مل جائے گا۔"
 "مگر تو شرم سے چھپے زمین میں گڑیوں کو دوسرا بھگا کر کھڑا۔" انہیں دوا ہی دہیں آپ کو
 نیچے پتھر ہوں۔ آپ کو سب سے اچھا چشمہ دوا کروں گا۔"
 وہ دوا ہی کا ہاتھ پکڑ کر کار تک آیا۔ دوا ہی طوفان ہو گئیں اور ان کے منہ سے
 بے اختیار نکلنا "میرا پر میں؟"

آج صبح کو یہ سن کر بیٹا اچھا لگا، اسے محسوس ہوا کہ بڑے بھائی تو بچوں کی طرح
 ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ ہونے والے۔ ان کو بھی جبردم کسی کا ساتھ
 دیا ہے۔ لیکن ان کا بھی ایسے ہی خیال دیکھنا چاہیے جسے بزرگ بچوں کا خیال دیکھتے ہیں۔
 اس نے دل میں عہد کیا کہ اب وہ ایسا ہی دوا ہی کا خیال رکھے گا۔

لوگوں کو ان سے ضروری بات

انہیں ایسے لوگوں سے دور رہنا چاہیے جو ان سے بد رفتاری کرتے ہیں۔ ان سے بد رفتاری کرنے
 کے بجائے ایسے آدمی سے بات کرتے ہیں جن کے جوابات کی مرید دینے چاہتے ہیں۔
 ہم ہر مہینے آپ کی تحریر کو کون جیس بھیجتے ہیں؟ ان کے جوابات سے ہر مہینے میں نئے نئے
 ہیں، جن میں ایسے تمام سوالوں کے جواب موجود ہوتے ہیں۔ انہیں غور سے پڑھیے
 اور آپ کی بات سے میں صرف تحریر کی پند نہ پند کے چارے میں لکھیے۔



”میں تو کوئی بھی نہیں ہے، مگر چاہا تو انہیں اس نے نہ کہ یہ۔“

”یہ میں ہوں، مگر آقا کر دو پڑاؤں پر دیکھو؟“ وہی آقا بھڑکتی۔

ڈیٹان نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر اسے ہول کا بڑا سا ٹکڑا نظر آیا، پھر اسے ہول کی وہ عجیب اور ہولناکتی بھی نظر آئے۔

”تم کون ہو؟“ ڈیٹان نے اسے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”میں ہول ہوں۔“ آقا بھڑکتی۔

”لیکن میں نے اس شکل میں تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا؟“ ڈیٹان نے کہا۔

”میں قلب شہل کے ہرف ہرف پنہاڑوں کے اوپر رہتا ہوں۔ اب دیکھا دیکھتے لگا ہوں۔ ہوا میں مجھے ملک ملک کیے لہریں ہیں۔ اب تک آدھی دنیا دیکھ چکا ہوں۔ یہ ملک کون سا ہے؟“

”یہ میرا پیارا وطن پاکستان ہے۔“ ڈیٹان نے غور سے کہا۔

ہول نے کہا ”مجھے اپنے ملک کے بارے میں کچھ بتاؤ؟“

”کیوں نہیں؟“ ڈیٹان بولا: ”میرا ملک ہر سے ہر سے سدا ہوا ہے، کھیتیں ہنکوں۔

پیشے پائی کے پیشوں، کئی کئی نری تانوں، شور مچاتے آبیروں اور ملک بوس پنہاڑوں کا دھن ہے۔ اس کے چار موسم ہیں۔ گرمی، سردی، بہار اور خزاں۔ ہر موسم کا ایک عرصہ ہے۔ یہاں مٹی کو سونا بنانے والے مزدور اور کسان ہیں، مسندوں کا سینہ چرتے ملازم۔

نذرانے اڑانے والے شاہین صفت اہلکار ہیں۔ ہمارے ملک میں دوسرے جہاں بھی تحقیق و جستجو کے سلسلہ سے آگہی کے موافق پھنسنے والے سائنس دان ہیں۔ ہم دیکھا کی ساقیوں اسی طاقت ہیں۔ ہمارا ملک انعام عالم میں بھائی چارے اور امن کے فروغ کا

خواب منہ ہے، اجماع ہے یہ بخار، اوسن بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے اور اس کی حفاظت اور حرمت کے لیے سر پر کلن دانہ سے ہر وقت گت سرنے کے لیے تیار تھا۔^{۱۱} لیکن اس سے بڑے بڑے سے سب کچھ بڑا اور بادل کے کونوں پر مسکراہٹ تھی۔

ہارل نے کہا: "اپنے وطن کے بارے میں تمہارے جذبات کی میں ہے حد تک ر
گرچہ میں انگریزوں پر دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کے انگریزوں کی ہڈیوں میں رنج و ملال ہے
میں نے جانا۔ سرگزرد خوش کو بے دردی سے کاٹ رہے ہیں۔ یہ درخت فضا کو آلودہ کر رہے
ہے چاکر رکھتے ہیں۔ لوگوں میں شجر کا رتی کار، جہاں نہیں ہے۔ کار، ٹالوں اور گاڑیوں کے
دھوئیں سے بھی اعلیٰ آلودگی پیدا ہو رہی ہے۔ اس پر بیٹے عمر میں ہیں۔ وہاں ہے، جو
انسان کی فلاحی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے۔" شور "بھئی انسان کے حواس پر اثر ڈالتا ہے
شور کا شمار بھی آلودگی میں ہوتا ہے۔ بلکہ اوج ہے کہ لوگ غلغلہ، اہل امراض میں بیماری سے
جنگا ہو رہے ہیں۔ ان سے خرابی کی وجہ تعلیم کی کمی بھی ہے۔ فم لوگوں کو چاہیے کہ کنگہ ہٹا
درخت لگا دیا کہ باطل بھرتو اور افغان اور سماجی صحت اچھی رہے۔ میری نصیحت یاد
رکھنا اور یہی نہ بھولنا کہ آج بوملت کی "نصیحت" قبول نہیں کرے گا بلکہ وہ بیٹے دوسروں
"افسوس" آخر یہ ہے کہ۔"

اس وقت تیر ہوا نہیں چلے گئیں دور قیوں کی شاخیں شاخیں مٹاتیں کرتی چلے گئیں۔
 ہاتل نے کہا ”ہم دوست خدا حافظ“ ”پھر ہوا اسے اپنے دروں پر لیے
 دور آفتی کی طرف چلے گئیں۔ اپنا ک ہارن کی ہر چھا ہے جیسے ڈیکان کو دوش آ گیا۔
 اس نے جب تک گرا اپنے آس پاس دیکھا اسے ایسا لگتا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔
 دوا آتی تھہر کو ہارن سے بھانے کے لیے تیزی سے گھٹوں کی پاتھ دوڑا۔

ایک حکایت، ایک حقیقت

اسلامیات کے استاد کلاس میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں دلی
ہوئی کتاب ہر ہر کچی اور خشکے کو دست کر کے ناک پر جمایا اور بگٹے سے نقشہ کر دیا۔ سوچ
کلاس کے طالب علموں سے خطاب ہوئے: "میں قصص آئی ایک ایسی حکایت ستارہ ہوں
جو کھارے آج ہمارا زندگی میں کام آتی رہے گی۔"

سب طالب علموں میں تجسس بڑھ ا ہو گیا کہ آخر وہ کون سی ذات ہے، جسے
اس طرح سبب ماننے پر، ہے چہ، سب طالب علم قوم سے ان کی ذات متنبہ لگے۔

مستحق صاحب نے کہا شروع کیا، "ایک بار ایک مذہب و دستور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کر کے بے حد بولا: "میں بہت دور سے آیا ہوں۔ مجھ کو بڑا سادہ ہوں۔
میرا اونٹ بھی مجھ کا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "وہ کیاں ہے؟"
 "ہرگز ہے۔" اس نے جواب دیا: "میں اللہ پر توکل کرتے ہوں ہرگز
 آپ کے ہاں کیا ہوں۔"

ہندوؤں نے فرمایا: ”تم نے اس وقت کی باتیں نہ کہیں، نہ کہیں، وہ تو ابھی ہمارے“

”ما کاوا، پہلے جا کر دوست کی باتیں کیاں سمجھ کر پرتے علی کرو۔“
 بڑے نے آپ کی دعا سے چمک کر کہا، اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے کھانے پینے کا بندوبست کیا۔

استاد نے کھڑے سیاہ کے نزدیک لیٹے ہوئے کہا: "اس چھوٹی سی دکان سے یہ سہلی
مٹا ہے کہ ہمیں اللہ پر اعتماد اور بھروسہ ضرور کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم چہرہ
فرانکش مان کر کچے گئے ہیں، پچھلے وہ چہرہ کرنا چاہیے۔"

انھوں نے کھردھے کے بعد کہا: "اگر کوئی عابظ صرف دھانا گتھار ہے تو اس کا
نئی کام بآپ نہیں آوے گا۔ جب تک کہ وہ دکان کی ساری کتابیں چھو کر چٹائی نہ کرے۔"

سب عابظوں کو یہ حکایت پسند آئی۔ وحید نے غافلانہ واقعہ فوراً ہی انھیں سنایا
اس لطیفانہ میں وہ کہتا ہے کہ اس کو ایک شادی میں جانا ہے اور سب کرکٹ کھانچ رہے ہیں۔

اس نے شام کوئی تھوڑے پچاس کا شادی میں سب کچھ کی؟

"بھری تو طبیعت عابظ ہے۔" انھوں نے گم کردہ لہجے میں کہا، "تم اور سہلی جینے

چاہو۔ تمہارے ابو کو ماتوں کو یا گنا اور دے سے گھانا گھانا ڈاکھل پندہ لکھیں ہے۔ اپنے بچے

شاہر کے گھر جانا۔ سب لڑکوں میں شادی شدہ شریک ہوتا۔ وہ اپنی پرویز کو جانتے تو نہیں

کے گھر پر گھیر جاتا ہے اور وہ ہے، اس لیے وہ سہلی بھی نہیں جانا ہوگا۔ مرنے سے تندر پڑی

کر کے آئے۔"

وہ بیٹے سوز سانگیں پر سوار نہ کر چکا کے گھر پہنچ گیا۔ سب خور سے رو دیکھا تھا کہ

کی کاڑی میں بند کرکٹ چلے رہے۔ رات ساڑھے بارہ بجے آئی۔ کھانا ایک جگہ پر

پھر کھانا پڑا۔ جگہ ختم ہوا۔ جب سب گھر پہنچے تو رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ سب کی

آنکھوں میں نیند تھی۔

نیند تو وحید کی آنکھوں میں بھی تھی، لیکن اس کے دماغ پر کرکٹ کا کافی بھی سوا

تھوڑا لگے۔ اس کو بچہ سچ بولنے والا تھا۔ چنانچہ جب اس کے بچے شاہر نے اس سے

پھیرنے کو کہا تو اس نے جواب دیا: "گھر نہ زیادہ دور نہیں ہے۔ سیدھا راستہ ہے۔ آسانی
سے گھر پہنچ جائیں گا۔"

"گھر راستہ زیادہ اونگھل ہے، اس لیے جانا مناسب نہیں ہے۔" انھوں نے

سہانے واسطے انداز سے کہا: "خدا کا راستہ کوئی داروہاں ہو سکتی ہے۔"

وحید کے سر پر تو بھی سوار تھا "اللہ مالک ہے۔" اس نے کہا، پھر مولر سانگیں کی

چال ڈال دی اور بیسٹ آٹھار ہا پڑا کیا۔ ابھی اس نے تقریباً نصف میل کا سفر طے کیا ہوا

کہ ایک تنگ گلی سے ایک لڑکا جو مولر سانگیں پر سوار تھا، اس کے پیچھے آئے گا۔ اس کے جسم

پر پلاسٹک کی چٹان اور ایک قمیض تھی۔ مقررہ جگہ پر نہیں رہی ہوگی۔ وہ سورت چل رہی ہے

بھروسہ پڑھتا تھا۔ اس نے منہ سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس کے نظریے کی کوشش کی۔ وہ لڑکا کافی

دور تک اس کے پیچھے لگا رہا۔ وحید جس سڑک پر جا رہا تھا، یہ لڑکے کے سامنے سے آنے

والی سڑک تھی۔ رات کے تین بجے تھے، اس وقت سڑک پر ایک لکھن تھا۔ بائیں جانب

میں تھا جس پر بھی کھار دو۔ سیٹائی کر کے دھون کر لگے جاتا تھا، جس وقت سے

سیٹائی کر کے شروع کر دیتے ہیں۔

وحید دل میں قرآنی آیات کا ورد کر کے اٹھ سے دھان میں اٹھنے لگا کہ اسے اٹھا

لے کر حکمت سے گھر پہنچا دے۔ ٹر بڑا طور انہیں ہے۔

اس کے دل کی دھڑکی بڑھ رہی تھی اور جسم پیسے سے شرابو تھا۔ وحید نے کئی بار

اپنے ہاتھ وٹل سے پچھلے محسوس کیے۔ اچانک سامنے سے اسے ایک لڑکا آتا دکھائی

دیا۔ دھن کی ہینڈ بکس سے آنکھیں پکا پکڑ ہوئی جا رہی تھیں۔ اب وہ اس لڑکے پر بھی چکا

تھا۔ جہاں سے میں شروع ہوتا تھا۔ وحید نے اپنے اس منہ بولے سوز سانگیں کو بائیں

یاد رہا تھا اور میں پر سوڑا رنگی وہ ڈالے گا تاکہ جلد از جلد وہیں چلا کے گھر پہنچ جائے۔
وہ لڑکا جو ان کے پیچھے نکلا ہوا تھا، تو راہی ان کے پیچھے نہیں آ سکا اس لیے کہ
اور ان میں دودھ دالے کا لڑک ٹپکا تھا۔ وہ ت زیادہ بوجھ کی وجہ سے کٹھن لہتا تھا۔ وحید
نے سر ہٹھا کر دیکھا۔ وہ لڑکا اب اس کے پیچھے نہیں آ رہا تھا۔ لہذا یہ سوچ کر کہ اب وہ اسے
میں پائسکا کر کے نے دیکھا کہ بھڑو دیا تھا۔

بچا کے گھر پہنچے تھے وحید نے مولر ساگیل میں روکی اور سیدھا دوڑا ہوا چلا
”تھا۔ اس کا جسم پیسے پیسے پور ہوا تھا اور ہاتھ پتھل پر محسوس ہوتے تھے۔ البتہ اب وہ اللہ کا
شکر دار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد بچا کے طبیعت کی گھٹتی گئی۔ جب بچا شاکر نے دروازہ کھولا تو اسے
دیکھ کر جہان رو گئے۔ غریب بات سننے کے بعد انہوں نے کہا: ”تم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا
کہ اسے نہیں رکھنا، لیکن تم نے کسی کی سنی نہیں۔ تم نے حاکم کی“

وحید نے لہجوں کی طرح سر جھکا لیا۔ تیسرے دن جب وہ اسکول گیا تو اس نے
اپنے دوستوں کو یہ واقعہ سنایا۔ سب دم بخود رہ گئے۔ جب یہ بات اصطلاحات کے استاد
تک پہنچی تو وہ وحید کے پاس آئے اور بولے: ”میں نے جو کتابیں ہسٹری کے دن سن لی
تھی وہ تو کتابیں تھیں جو تم نے غور سے نہیں سنی تھیں“ تم نے اس کی بات نہیں سنی اور اللہ پر
دکھ پہل کر لیا۔“

وحید نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے پاس جواب دینے کے لیے قافی کیا۔ اس
نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

☆☆☆

نقصا بہادر

محمد فاروق دانش

جنگ جاری تھی قریب میں سری لنگرل صاحب کے ساتھ تھی۔ انہوں نے
مجھے اگلے سوچوں کے لیے ایک انٹروی (فوج کا چارہ دوست) کے ساتھ ہارڈ پر جانے کا
تکم دیا۔ جو نمبر سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اس وقت تیز بارش اور موسم کی تبدیلی کے سبب وہاں
تکام تڑھ کی مقلوب اور پکا تھا۔ لہذا یہ مقامات کے کام دیکھتے تھے۔ ان کے لیے تھے وہ لکھن
سرحد کے قریب آ یا ایک گوالا اپنے خانی موشیوں کی گھرنی کے سبب اپنے خاندان والوں
کے ساتھ جاسکا اور وہیں تک گیا تھا۔ اس کا حیران کن سال بھی اپنے آپ کی یاد کرنے کے
اور اس سے تین دن تک گیا اور وہاں باپ جی دن بھر موشیوں کی دیکھ بھال کرتے اور دودھ
نکال کر شام کو خوراک کیا کرتے تھے۔ بچا تمام کاموں میں دال کی داکرٹ اور دن بھر باپ
کے ساتھ لنگرل رہتا۔

پہلے روز جب ہم لوگ لہر کے کنارے سو رہے تھے ناگرتھک تھے تو اس کو اٹھانے اور
اس کے بیٹے نے ہمیں دودھ پتہ کرنا وہم کر دیا۔ ان کے گاؤں والوں نے اس کے کچھ بھائی
دیر بعد جن کے توپ خانے سے نہر پار گولے آ کر گرے تھے۔ ہمارا توپ خانہ یہاں سے
دور تھا۔ اسے جلد آگے لے جانے کے لیے ایک جیپ میں بیٹھ کر گئے۔ میں بھی سو رہا تھا۔
ہم توپ خانے لے کر نہر کی سمت روانہ ہو گئے، لیکن راستہ ہمارے لیے ناکھانہ اس لیے ہادی
جیپ کا ایک پہاڑ سے ٹکرائی۔ ہادی کے سبب وہ نہر والی جھلس کی وجہ سے گاڑی کو
گڑھے سے نکال مشکل ہو رہا تھا۔ وائز پیس پر ٹھہر کر دشمن کے ایک دستے نے نہر پار کر لی
ہے اور ان کے چنگ نہر کے پتھروں کو توڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ دشمن کا یہ حملہ

امام تہجد اور ان کی توحید سے ہمیں زیادہ شدت ملنا چاہیے، اس لیے سب کچھ کرنے کے لیے تمام تر صورت حال کے سرکل صاحب کو آج و نہا تو ہاں سے فوری طور پر ایک اور اعلیٰ درجہ کی اور چپ خاندان روانہ کر دیا، لیکن طویل مسافت اور موسم کی قربانی کی وجہ سے ان کے سفر پر کچھ مشقتیں کھڑی ہو گئیں۔

اس پر یثقی کے عالم میں ہم نے دیکھا کہ گوالے کا بیٹا بھڑی کھانسی سے بیمار ہو گیا
 رہے سے ہاتھ سے چلا آ رہا ہے۔ بھڑکھٹا کھانسی سے طعنا۔ ہم ساتھیوں نے لی کہ اس بچے کو
 بچپ کے بچے کے بیچے کی یاد دلاؤ اور بچپ کی رفتار پر عالمی۔ بچپ ایک جھٹکے سے باہر نکل آئی۔
 ہم نے اس دلکش سدا کی نگاہ پر مگر نہ اور مشکل میں تھری۔ مگر نہ بچے کو کٹاؤں میں
 اور مگر بچے کی طرف روانہ ہو گئے۔ بچے کے بچے کی آواز دہرائی "اے ایک اور بچہ ہے جو میں
 فپ کو رکھا۔" اس نے ہمیں روک کر یہ بات کہنے کی کوشش کی۔ لیکن مجھ سے ہندو بچے
 کیا وہ اس کی بات پر حوصلہ شکن ہو گیا اور تیزی سے نہری کی جانب روانہ ہو گئے۔

نہر کے قریب ہمارے ساتھی شہر تھے۔ انہوں نے چند گھنٹوں میں دشمن پر حملے
برآمد شروع کر دیے، جس کے جب دشمن کے دروازوں تک آگ کی پلٹ میں آ گئے، اور
آگ نے پڑا۔ دشمن کے کچھ فوجی اب بھی اور سڑکوں پر قابض تھے، جہاں سے
ہمارے فوجیوں پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔

مجھے جیسے رات گھری ہوئی یا عارضی طور سے لیے دشمن کے ذریعہ سوار رہے آپ جتنی جتنے ہادیس تھے۔ کچھوں نے یہاں دیکھ کر چاروں لوگوں میں ہلکا دیا اور ایک ایک سمتوں سے گھومنے کے لیے کاظم و باور کو ایک دیکھنے کے ساتھ سوار چوسا کی گئے۔ ہر ہزار نہیں سنہاں ہیں۔ اسی دوران دشمن کو کھانے سمیت سے باز رکھ لیا۔ جس

کے سبب اگلے سورہے میں ہمارے ساتھیوں کا زیادہ تر عرصہ مشکل و کمائی دے رہا تھا۔
 جس سے اپنے سورہے خالی کرانے کی کوشش میں ہمارے سنی ساتھی مارے
 گئے۔ سورہے مال کی فراغت کو دیکھ کر کمپنوں نے ہمیں پیچھے ہٹنے جانے کی ہدایت کر دی۔
 لیکن ہمارے حوصلے بلند تھے اور ہم نے دشمن کو آگے نہ بڑھنے کا حکم کر رکھا تھا۔ اپنے
 ساتھیوں کی کجائی کے ہمیں دیوانہ بنا دیا تھا۔ وہ سے میں شاعر قاسم غوثی دشمن پر پانچ سو خط
 کر رہے تھے لیکن کمپن کا حکم ماننا ضروری تھا، اس لیے ہم ایک ایک کر کے اپنی پوزیشنیں
 خالی کرتے ہوئے پچھلے سورہوں میں آ گئے۔ اسی دوران ہماری فکر دائیں جانب ہمارے
 آخری پینے پر پڑی جہاں ایک نیا ایک سو ساتھ کا گواہ تھا۔ سورہے میں نے پہچانے
 کی کوشش کی تو جی ہلا کہ وہ گوالے کا لڑکا تھا۔

گئے تھے اس وقت سے کہ اسے کراچی دے سے یا نہ اور کھینچتا ہوا دشمن کے مورچوں کی طرف لے جاتے تھے، مجھے اس کی اس بھاری اور جرأت سے حیرت اور شگوش بھاری تھی، میں اسے آواز دے کر اسے اس کو لے سے دور بچے کا کہنا چاہتا تھا لیکن گولیوں کی گھبراہٹ نے سب بھری آواز اس کے پہنچنا نہیں دیتی تھی۔ میں دل ہی دل میں اس کی سہیلی کی دعا کرتے گا اور کئی بار دعا پڑھتا رہتا تھا کہ اسے جانے کا اشارہ دے لیکن اس نے جس کے کہیں اس کی مدد کے لیے اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنا نہ کیا اس لیے کہ اسے پریزدار سا گھول دیا اور اسے دشمن کے مورچوں کی طرف لے چکا اور اعلان کی وجہ سے یہ گولا توڑی سے دشمن کے مورچوں کی طرف بڑھنے لگا وہاں کہ لڑاکا ایک کاسیر کے پھٹنے کی دوسری سمت تیار رہا لیکن۔

یہ کہنا بالکل افسوس کے ساتھ ہے۔ جو کہ اس کے گزشتہ دوروں کے ہر پارہ

نیکی کا راستہ

ہمدون اور سب

میں جب دفتر سے گھر لوٹا تو اسٹاپ پر کئی لوگوں کو لٹ کا انتظار کرتے پایا۔ جب سے آبادی کے درمیان سے قہقہہ بٹا رہا تھا، لوگوں کو آنے جانے میں بڑی سہولت ہو گئی تھی، مگر یہ راستہ زیادہ مہوار نہیں کیا جاسکا۔ اس سڑک پر چڑھائی زیادہ تھی، خاص طور پر چھوٹی گاڑیوں کو سڑک میں گرنے کا مشکل ہو جاتا تھا، وہی لیے رکھنے انہی اس سڑک پر نہیں چل سکتے تھے، اس لیے اس اسٹاپ پر اکثر لٹ لینے والے کھڑے نظر آتے تھے۔ میرے پاس مولو سا بچہ تھا۔ چل کر شہر میں اکثر لٹ مار کے واقعات ہوتے رہتے تھے، اس لیے میں ڈار کے مارے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لے جاتا تھا۔ اکثر لوگ لٹ ہاتھ تو شہر نظر نہ اڑ کر کے آگے جا جاتے۔

وہ مردوں کی ایک دانت تھی۔ میں خلاف معمول دیر سے آیا تھا۔ جب اسٹاپ پر پہنچا تو دیکھا کہ سب ایک ٹو جیپوں پر لٹا کھڑا ہے۔ اس نے مجھ سے لٹ مانگی۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ اسے اپنے ساتھ بخولوں، مگر پھر میں نے سر ہٹ کر تکی میں گردن لٹائی اور آگے بڑھ گیا۔ قہقہہ سنا آئے گا تھا کہ سب پر میری کھڑی قابو سے باہر ہو گئی۔ موٹر سائیکل پر سب رگڑتی ہوئی دور تک کی اور آگے گئی، میری گانگہ پیچھے دب گئی۔ ڈرم کئی بج گئے۔ میں ہوئی میں تھا اور اس پاس کا ہاتھ لے رہا تھا۔ اس دوران اس سے اکاڑ کا کارڈ اس کو دیا، مگر کسی نے دیکھنے کی دھت نہ کی۔ شاید اس لیے کہ رات کے وقت وہاں رکنا خطرناک تھا۔ کچھ دن سے وہاں نامعلوم افراد رکھنے والوں کو لٹ رہے تھے۔ چنانچہ سردی بھی بہت تھی، اس لیے رات گھر بھی نہ تھے۔ جب کوئی میری دھوکہ آجاتی تھی تو خود

اور پست نہ سکا، اور اسی کو لے کر جانپ لڑے نے وہی قہقہہ دیا، بچے کی جگہ پر لٹا گیا۔ جلدی ملک، ہم نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ خیر چاہیہ ہو، اگر یہ گولا پھٹا نہیں، ورنہ گولے کے کاؤں میں ہر طرف آگ لگ کر اٹھتی۔

گولا پھٹ رہا تھی سے ڈھچکوں پر لٹ رہا تھا، اسٹاپ کے سوراخوں میں جا کر اور اس زور سے پھٹا کہ دشمن فریبوں کے پہنچے آڑھے اور دیگر سوراخوں سے بھی دشمن فوجی فکل کھل کر فرار ہونے لگے۔ پھر کیا تھا، وہ سارے کے سارے اٹار سے نکالے جا رہے تھے، اور ایک ایک کر کے وہی گولیوں کی زد میں آکر میدان میں گر رہے تھے۔ ہمارے ساتھیوں نے سوراخوں سے فکل کر ایک بھر پر فکل کیا، دشمن کے فوجی ٹیمپلر اگر تھ سے ہتھ پھڑتے پر مجبور ہو گئے اور بیچک، ہماری تھ اور میں اسٹاپ کو بارود و پیرا پھوڑ کر فرار ہو گئے۔

گولے کے لڑنے کی اس بیاہری نے فوج سب وجہ سے میں بھی کر دیا تھا۔ اس کے اس بد وقت اور محنت پائی کارنہ کو ہر ایک نے ہی سراہا۔ ہمارے لڑنے، ان سے فوج کا سرکاری کام جھڑا دیا اور بیچک بند ہونے کے بعد ہونے والی ایک شاندار فتح یہ ہیں اس کے والد کو بھی تھلے سے لڑا۔

لڑنے کے ثواب کو دیکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے اسے فوجی لٹا میں داخلہ دے دیا گیا۔ اس نے وہاں محنت سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد گریجویٹ کر کے فوج میں جاکر کیا اور کرنل کے عہدے تک پہنچا۔

☆ ☆ ☆

پانچ ہم شکل بھائی

احمد حسن طارق

پرانے اقلوں میں مسند کے کنارے ایک کھڑا تھا۔ جس میں ایک بڑی عورت
 اپنے اپنے ہاتھوں میں سے ساتھ رکھتی تھی۔ اس کے پانچوں بیٹوں کی قمیصیں ایک جیسی
 تھیں۔ جیسے سڑکے والوں میں بچاں نہیں ہو سکتی، اسی طرح ان کو بھی کوئی پہچان نہیں سکتا
 تھا کہ وہ کون سا بھائی ہے۔

عورت نے انھیں مختلف نمبروں سے نوازا رکھا تھا۔ سب سے بڑا بھائی اپنے منہ
 میں چوسے اور ادا پانی بھر کر رکھ سکتا تھا۔ دوسرے بھائی کی گردن خوار جھکی تھی۔ تیسرا
 بھائی اپنی انگلیں بٹھکی لیں کر پاتا کر سکتا تھا۔ چوتھا بھائی آگ کی بے پناہ خوش
 جزا داشت کر سکتا تھا۔ چوتھوں میں ملاصیت تھی کہ وہ سانس بے بلیر کی گھنٹے تک
 زندہ رہ سکتا تھا۔

بڑا بھائی اکیلا دریا کے کنارے چٹا اور بے شمار چھپیاں بکڑ کر گھر لایا۔ پھلیاں
 خریدتے کہ گھر میں اساتھ سلا تھیں۔ اسی طرح سارے خاندان کا وہی پہلو چلا تھا۔ یہ
 سارے بھائی اپنی پہنچیاں کسی کو نہیں بتاتے تھے۔ تاکہ لوگ انھیں عیب نہ کہیں۔
 سارے کاؤں کے لوگ کہ جے بھائی کی خوشامد کرتے کہ وہ ان کے بچوں کو بھی وہ طریق
 بتا دے۔ جس سے وہ بھی اپنا وہ چھپیاں بکڑ لیتے۔ وہ ہمیشہ انھیں یہ دانتا ہے کہ وہ ان کے
 کو دتا۔ لیکن ایک دن کاؤں والوں کی منہ کے آگے اسے بھرا دیا۔ اس نے اس نے
 کاؤں کے کسی لڑکوں کو ساتھ لیا اور وہاں کی طرف چل دیو۔ تاکہ وہ انھیں دیکھ ساری

امان اللہ حیر شوکت

نیا سال آگیا

پرانے چاندوں کی نو قمر قرانی
 کی روشنی ہر طرف سے ہے آئی
 دی ہے اس نے زمانے کی کاپی
 آہو سنے داور! اب نیا سال آ
 گھرنے نکلے۔ کھیتیں لہرائیں
 بہک اٹھے گل۔ پھلین چھپائیں
 سرت کا بادل سب سے چھایا
 آہو سنے داور! اب نیا سال آ
 گھرا سال اب میں چکا ہے لہات
 کے سال کے تم ہوئے سب روانہ
 زمانے سے خوار سے جھکنا
 آہو سنے داور! اب نیا سال آ
 سے دلوں اور جی شادمانی
 زمانے پہ چھائی ہے وہ کہ تو جہانی
 ہر کوئی تھا بڑا وہ اس سال پایا
 آہو سنے داور! اب نیا سال آ

بدلا عنوان انعامی کہانی سلطان الشہ خان



مداہل پہلے کی بات ہے۔ پاکستان کے شیر "اسد" بھی تھیں تو نے جوئی رہا کرتے تھے۔ ان کے والدین فوت ہو چکے تھے اور وہاں کے چھوڑے ہوئے قنبہ چھوٹے سے گھر میں نہایت مشعل عمارت میں گزارا کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں کوئی سرکاری نہیں تھا۔ جس سے وہ بچو کا بننے۔ پڑا اسکول ان کے لئے تھا جسے پینا کا وہ دست کر رہے تھے۔ ایک دن ان کو کھانے سے وقت المیہ فقیہ کھانا مانگتے آ گئے۔ وہ عجیب اگرچہ بے حد ہوش کے تھے۔ مگر انھوں نے بغیر کچھ بھی اپنے ساتھ کھانے میں خریدیں کر لیا اور خود کو کھا کر

وہ نے کبھی نہیں جھپٹ کر دیا ہے۔ ایک بڑی ٹیف میں تین ڈال کر اسے گرم کیا پانی کا کپ
 دین کے ایک منور پر چڑھایا ہے چھوڑ کر گیا۔ دینی ماں کوئی کرنا سکتا ہے کہ وہ ابھی تک زخم
 ہے۔ کھانا کھا رہا ہے۔

جسے اس کے بھائیوں نے "محبوب" کا یہ ٹیڈا توڑ دیا ہے جوئی (جسے آگ ٹھکانا)
 نہیں پہنچائی تھی) نے کہا کہ پھر اس کو بیچ دیا۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ
 (جسے میں بھڑک رہا تھا) وہ اس جڑی دیکھ میں جس میں میرے لیے جیسے کسی شہسوار نے
 گھبراہٹ میں۔ وہ کہنے لگا "آگ" کہ اس کو دیکھ کر وہ یہ جیل تو گرمی نہیں ہوا۔"
 وہ ہمارے پیشین ہو گیا۔ آگ اس کا ہاتھ نہیں کاڑھتی تو وہ اسے روکا۔ وہ کہنے لگا
 اس نے گئے۔

تھیانے سارا معاملہ من کر رہا۔ سنے گاؤں کی بات سن کر اب گیا ایک چائے کی دکان میں۔ وہاں اس نے ایک شخص سے کہا کہ اس شخص کو دوا دے کہ اسے زہریلی سی بات کہہ رہا ہے۔

گناہوں سے دیر ایک جگہ بڑا گڑھا کھودا تھا۔ ایک دفعہ قیدی کو کچلے سے دال سے
 ٹپنے کی مہارت دے دی تھی۔ تو اس بھائی کی جگہ پانچویں بھائی نے لی، جو سانس لیے بھی
 زندہ درونسکا تھا۔ پھر زمین میں پانچویں بھائی کو گناہ ڈال دیا گیا، مگر اسے کوئی فرق نہیں ہوا۔
 کیوں کہ وہ سانس لیے بغیر زندہ درونسکا تھا۔ سب رات کو سب مطمئن ہو کر اپنے گھروں کو
 چلے گئے کہ انصاف ہو چکا ہے تو ہماروں جو نہیں دے دے گڑھے سے نکال دے۔ پھر سب
 بھائی اپنے دال سے سانس خفی زندہ کی گڑھا لے گئے۔



اسے زیادہ دکھانے لیا کہ وہ اپنے بھرتو کا شکریہ ادا کرے۔ یہ بد عادتوں اور اس کے خوں
پلوں کے لیے ہاتھ اٹھا کر تہ سے وہ نہیں کریں۔

چند روز بعد اعلان ہوا کہ بادشاہ کو چاہئے اپنے حوروں کی ضرورت ہے جو ایک
عالی شان بھری ہائیکس اور ساتھ ہی حوروں کی ۔ دے کے لیے کچھ اطرا بھی دیکھا جائے۔
میرت کی بات تھی کہ بادشاہ کی طرف سے چاہی گئی تھی کہ اگر ہونے اس کا
میں مل ہوں تو انہیں زیادہ قریبی جانے گی ۔ شرط یہ ہے کہ انہیں بھری کی تعمیر نہیں ہیں
دہنا ہوگا ۔ پلوں نے اس کو کرنی کو بغیر سے ہاں ۔ جس نے طوطہ ۔ اس کے ساتھ مل کر طوط
ہاں لائی سے کہ ہاں ۔ جب بھری تعمیر ہوگی تو بادشاہ کو جو دے تے کہ آپ آکر اس کا
اختیار فرمائیں۔

گلے میں ہو خراش، چاہے ورم ہو یا پیٹھ جائے آواز

نمکدرو
شریت
ٹوٹ سیاہ



دیکھتے ہی دیکھتے گلے کی خراش، سانس کی
گلے میں خراش دور ہونے پاؤں اور پیٹھ جانے
کی خراش دور ہونے پاؤں اور پیٹھ جانے
کی خراش دور ہونے پاؤں اور پیٹھ جانے
کی خراش دور ہونے پاؤں اور پیٹھ جانے

نمکدرو

بولو تھلے





Safi Kafi Hai

خوبصورتی جو صرف
ظاہری ہی نہیں
بلکہ اندر ہی
ہوتی ہے۔

سفی کافی ہے جو صرف ظاہری خوبصورتی نہیں بلکہ اندر ہی ہوتی ہے۔



بادشاہ ٹکری کو دیکھ کر آتش آتش کرنے لگا۔ اس نے خوش ہو کر سارے مزدوروں اور کاری گردوں کو ٹکری ہی میں پکی ٹوکری دے دی۔

بولوں کی تو جیسے قسمت ہی نکل گئی۔ انھوں نے ٹکری کے کام میں بے حد دل چھی لیا۔ وقت گزارنے کے ساتھ بولنے لکھنے کے تمام کاموں میں ماہر ہو گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ خوب مال دار ہو گئے اور بادشاہ کے بھی مشکور نظر بن گئے۔ اب جب وہ اپنے گھرانے جاتے تو "ہاترو" کے لوگ ان کی خوب آؤ بھگت کرتے۔ بولنے اپنے چہ و چہوں میں ٹکری کا سامان اور خوب تھانک باجئے کو مشکل وقت میں انھوں نے بولوں کا بہت ساتھ دیا تھا۔

جب اس کی شہرت پھیلنے لگی تو اس کے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان بولوں کی بڑھ سکن زندگی اور بادشاہ کی ان کی قربت کو دیکھ کر وہاں بہت حسد کرتا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ بولے نہیں اسی کے لیے مسند بن جائیں۔ چنانچہ اس نے بولوں کے خلاف سازش کی۔

اس نے رات کی چار بجی میں ٹکری کے سامان میں غلاب کی دوا شامل کر دوائی۔ جس کا بھلا تھا۔ اگلے روز جو ٹکری سے سامان لے کر چلا آیا اس کا بیٹھ کر غلاب ہو جاتا۔ جب ہر دوسرے شخص کا یہ حال ہوا تو لوگ اپنی قریاؤں لے کر بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے۔ وزیر بادشاہ کو بولوں میں عوام کو بادشاہ سے ملنے ہی نہیں دیتا تھا۔ آج اس نے عوام کو کوہا بادشاہ سے ملا یا۔ بادشاہ حیران ہو گیا اور سخت حیرت حیرت میں آ کر اس نے فوراً تینوں بولوں کو پکڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ہو یہ سنے کہا: "بادشاہ سلامت! ایسے دیکار بولوں کی گردن آؤا دیجئے۔ جنھوں نے آپ کی معصوم رعایا کو غلاب سامان دے کر انھیں ہلاک سے مارنے کی کوشش کی ہے۔"

بادشاہ نے اہل دولہا ہال کے سامنے بیٹھ کر انھیں سزا دی۔

یہ سن کر سب جاہل بولوں کے جڑوں سے جھجھکے رہیں لکڑی گئی۔ وہ بچوں بادشاہ کے
 جڑوں میں پڑ گئے اور وہاں سے بار بار کر کے پھرتے رہے۔ آخر بادشاہ کا غصہ بڑھ گیا
 اور اس نے بچوں بولوں کو توڑا اور کر کے انھیں لے کے پرانے گھر میں بھیجا دیا۔ بولے
 دو بچے ایک دوسرے پر گرتے جاتے اپنے شہر واپس پہنچے۔ اب وہ نیم پڑی میں
 رہنے کے عادی نہ تھے۔ وہ تو عالی شان کھانا، اعلیٰ بستر اور سوتے ہانڈی کے
 برتنوں میں کھانے پیتے اور کرکھا کر اس کے کام لینے کے عادی تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہاتھ
 پر ایک بھیا تک خواب سے بیدار ہو کر دیکھو! ایک حسین چاند، جو پاش پاش ہو گیا۔

بچوں نے گھر کی صفائی کر کے میلے کپڑے پہن رکھے اور وہ روتے ہوئے سو گئے۔
 اگلے دن انھوں نے وہی قلعہ گزرا، اس دھندلے کے پاس کھانے پینے کو کچھ بھی
 تھا، فقیر نے ان کے دروازے پر دستک دی۔ بولوں نے وہاں بکھرا فقیر کے پاس
 کھانے کو کچھ سامان تھا۔ اس نے بچوں کے ساتھیوں کو کھانا کھایا۔ بچوں نے
 اسے ساری رات کافی فقیر نے گھر باندھ دیا اسے لیے پانی کیے اور درخت بولوں کے لیے
 دھانا لگا کر دیا۔ پھر اس نے انھیں تلی دی اور چا گیا۔

دوسرا بادشاہ لکڑی کے محلے میں بڑا پر پتہ تھا۔ بولوں کے محلے کے برابر
 لکڑی کا سارا انتظام یہی پتہ ہو گیا تھا۔

ایک دن بادشاہ نے اپنے چند سواروں کے ساتھ ہانڈی کا ڈھانچہ لکھا کہ لکڑی کی
 دو اکھیاں کہاں ملتی ہیں۔ شہر میں ایسی چند دوکانیں تھیں۔ بادشاہ نے انھیں سب
 سے پچھل کر وہاں تو پتا چلا کہ ایک دکان سے اسی دن بڑی مقدار میں لکڑی کی دو دھانچہ ملی
 گئی تھی۔ یہاں پتا چلا کہ وہ دکان آجکے شہر کے مشہور ترین لکڑی کے ماہر

میں لکڑی تھی۔ دوسرا اس ساری کارروائی سے بے خبر تھا۔

ایک دن اسٹرو میں اعلان ہوا کہ سب لوگ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوں۔
 لکڑی کے محلے پر اہم اعلان ہو گیا۔

بولے تو خوف کے واسطے کھائے کہ کتنے کارہ سے یہی قلم کر رہے ہائیں۔
 بولوں کے گاہاں اپنے اور اسٹرو کے لوگ دھانچے ہائے بادشاہ کے دربار میں
 حاضر ہوئے۔ وہ یہ بولے عالی شان لباس میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اعلان کیا کہ بچوں
 ہانڈی کو ہلا دیا ہے۔ بولے تھے کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہائے بادشاہ کے دربار میں
 تھے۔ بادشاہ نے دوسرے سے کہا "ان کے ساتھ ہم نے پہلے بولی راجہ کی تھی۔ آپ کا کیا
 ملوک ہے، کیا دوسرا کوئی تھی؟"

دوسرے نے کہا "ہمارے واسطے! میرا پہلے بھی مشہور تھا کہ ان لوگوں نے اس کی
 "میرا نہیں آؤاں! ہائیں اور بچوں کے گھر میں اسٹرو کے چوک پر لکھا ہوا تھا۔"

بولے خوف کے واسطے کہہ رہے تھے۔ اگلے دن بادشاہ نے اسے ساری رات کافی
 تھی۔ دوسرے سارے لوگ بولوں کے لیے دھانچہ کہہ رہے تھے۔

ایک دن بادشاہ سراج اور آواز میں بولا: "میرا ان بچوں کی نہیں۔ اس دوسری
 لکڑی کی ہے۔"

دوسرے میں گریہ کر رہا تھا۔ دوسرے نے پہلے بولے کہا: "بادشاہ واسطے! اوکھا اور
 یہاں تک میری گردن جیسے چلی آگئی؟"

بادشاہ نے کہا "اسے اسٹرو کو گھوڑا بولے بہت لگے اور مصمم ہیں۔"
 اسٹرو کے سارے لوگ لکڑی کے محلے کے اگلے بولے زلمہ ہا۔

جو سنے قلم و پار۔"

بادشاہ نے اعلان کیا: "آج سے ٹکری کا سارا انتظام وہ بارہویوں کے ہوا سے کیا جائے۔ باپے اور اس کم بخت وزیر کی گردن ہڑا دی جائے۔"

ایسے میں جو سنے وزیر کو کھانا دیکھ کر بادشاہ سے عرض کر سٹے گئے کہ ان کی جان بچا لی گئی ہو جائے۔ وزیر نے بھی بولوں سے معافی مانگی اور رونے لگا۔

بادشاہ نے کہا: "ان عظیم بیویوں کے کہنے پر ہم اس کی سزا موت کو معاف کرتے ہیں لیکن ہم اسے ملک بدر کرتے ہیں۔"

پھر تیرہ بونے پہلے کی طرح ٹکری میں لگن سے کام کرنے لگے۔ ایک دن وہی فقیر ٹکری میں آ گیا، جہاں ان کی جد بھڑی میں آتا تھا۔ رونے لگا کہ اُن رو گئے اور ہر خوشی سے اس کے گلے لگ گئے۔ میں نے فقیر کے ساتھ مل کر خوب کھا لیا اور کب شب کی کہ اس کے بعد فقیر نے اپنا بیکس آٹا رات ٹکری کے ہونے جہاں وہ سٹے اور سنا سنا ان کے منہ سے نکلا: "بادشاہ ملامت آپ!"

اس پادشاہان اعلیٰ کہانی کا اچھا سا ماحول منسوب اور سال ۱۰۵۰ء ہے جو کہ پناہ کی کافی کا عنوان دینا عام اور پتا صاف صاف ٹھہ کر جس ۱۸-۱۹ مئی ۲۰۱۸ء رشہ بھی دیکھیں۔ کوہن کو ایکہ آئی ساز کا نہ پتہ چھا۔ اس کا نہ پتہ چھا وہ نہ گھیں۔ رشہ ملاوٹ سے کہنے والے تین لوہا لوں وانام کے حوالہ میں دینی پتہ نہیں کی۔ غولہ پناہ پناہ پناہ کہ جی کے عااد بھی مدد کا نہ پتہ صاف صاف کہہ کر گھیں۔ کہ ان کو اعلیٰ آئی نہیں پناہ روا دینی جائیگا۔

نوٹ: افراد کا دور کے ملاوٹ میں ام کار کارکن انعام کے حق دار ہیں۔

نوناہال ادیب

لکھنے والے نوناہال



ام ایچ ایم کراچی
مسٹر وائس راء کراچی
ایکٹر راء کراچی
لکھنے والے نوناہال

سچی یاد ہے؟

ام ایچ ایم کراچی

بہت عرصہ پیش یاد ہو جاتا تھا، مگر جب سے اب کے والے نے اس پر پڑ پڑا سنے پر "نوناہال" تھے میں دیکھا۔ اس میں سوجا حوت طرٹ کے کم تیل کر عااد کا دین آہٹ آہٹ سچی سے پتہ لگا۔ ٹھہرا کر سارا اٹھ دیکھا۔ پتہ تم کیگا۔ پتا تھا۔

ایک دن وہی نے اسے پتا کیا کہ ماری ہوئی وہ دن دے کے لے آئی تھی۔ حدی کو لٹی کی آہٹ نہ رہی اور اس کوئی ہی ہے اس کا پوری زاد کا شرف تھا۔ اس نے سوچا۔ وہ پناہ گئی اپنا شرف آٹھائے

حال ایک ۸ سال بچہ تھا۔ وہ تو آج کا لکھنے والی اپنے عااد کے بارے میں حقا کر رہا تھا۔ ترو دا میں تو اسے شرف آج اب حقا کر رہا تھا۔

ایلی میں کہ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہم
پہنچے تو مریش نے نام بتایا "میر"۔

ڈاکٹر احمد نے ہم ایک طرف رکھ کر خود
سے دیکھا۔ اس دوران حیدر کو بھی سب وار
آگیا۔ دونوں ایک دوسرے کے گنگے گنگے
ہوئے۔ ڈاکٹر احمد کو برسوں سے اپنے اس
دوست کی حالت تھی۔ بسو کہتے تھے بعد ۱۰
دلوں پر سے چپٹے چپٹے ہوئے۔ ڈاکٹر احمد
ہائے "مجھے تمہارے برسوں سے انتظار تھا۔ مجھے
تمہارا پیاسا پتہ نہ تھا۔ آج تک وہاں ہے۔"
حیدر ہوا "اے میری وہ کون کی
اتنی جڑی اتر چکی۔"

"میں میرا قرض تو قرض ہوتا ہے۔
اگر چہ تم نے وہ پیسے مجھے نہ دیے تھے۔
لیکن میری وہ قرض تھا۔ والدین کی
دعاؤں سے آج اللہ نے مجھے ترقی دی ہے،
یہ لو پیاسا رہے۔" خوشی کے آنسو ڈاکٹر احمد
کی آنکھوں سے گر رہے۔

موسم برسات
صبح احمد، مظفر آباد

آج ہے موسم برسات
پھاؤ ہے موسم برسات
نکر نکر شور ہے دیکھو
موسم کا لٹا سوز ہے دیکھو
جب گنگے تھے ہی آگے ہوتے
ہارن کی آواز نکلتے ہوتے
جب اللہ نے رحمت برساتی تھی
چروں پر غرضی ہوتے آلی تھی
نیرے کی فراوانی تھی
دوکان میں دانی تھی
موسم کے چہرے رنگے زائے
سب کی اچھا بات ہے بڑا ہے
غرضی سے تم کہتے کاد
سب موسموں کو اچھا ہے

تین سوال اور ایک پہیلی
ماریہ شیر احمد، کراچی

کسی ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا جو
بہت ہی نیک اور رحم دل تھا۔ بہت عرصہ
حکومت کرنے کے بعد اب وہ چاہتا تھا کہ
اپنی یہ سلطنت کسی کے حوالے کر دے۔
کیوں کہ بادشاہ کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی اور
یہ سلطنت سنبھالنے والے بادشاہ نے یہ
اعلان کر دیا کہ ہر بادشاہ کی ایک پہیلی کا جواب
دے گا ورنہ یہ سلطنت وہی جائے گی۔
بادشاہ نے پہلی بیان کی۔ بہت سے
لوگ آئے اور پہیلی کا جواب دیا مگر بادشاہ
نکس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔
دوسرے دن ایک بچہ ہوا آیا اور اس نے
بادشاہ کو سلامت سے کہا کہ میں آپ کی پہیلی
کا جواب دوں گا۔
بادشاہ پہلے تو حیران ہوا مگر بچے سے
کہا "کیک ہے۔ مگر سے پہلی سناؤں کھینک کا

جواب درست جواب بھی دیتا ہو گا۔ پہیلی ہے
"ہات ہے یہ کافی پرانی
چاروں کی جیت نہ کافی
آجائے گی بھر پائی کوئی"
بچے نے کچھ سوچ کر جواب دیا "بادشاہ
سلامت اس کا جواب ہے مصحف۔"
بادشاہ بانیہ مہر چمک کر ہار کر کہا "دیکھتے"
بچے نے بادشاہ سے کہا "ایک مصحف
میں ہوسکتا ہے جو کہ کافی نو چر زمانے میں
احول ملک پہنچ کر اپنی اولاد وہاں ہے کہ نہ تو
چاندنی ہے مگر اپنے انگوٹوں سے گولے کاغذ
پر لکھ کر لکھ کر یہ تالے کی لکڑی لٹا ہے کہ
بات چلے گی مگر پہلی ہی ہے۔"
بادشاہ بچے کی حاضر دماغی پر بہت
خوش ہوا اور کہا "یہ جگہ میں زائد
ہوں وہم سلطنت کا کام اچھی طرح سمجھوں،
مگر تمہارا سے بڑے ہو جائے پر یہ سلطنت
کہا "کیک ہے۔ مگر سے پہلی سناؤں کھینک کا

چرا کا ناقص حق لہا کے لیے بہت بڑی مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔

دانش کو اس مہارت کے ساتھ اس کی پوجا بہت پسند آئی۔ اس نے شریہ کیا کہ وہ اس امر کی ان باتوں میں مل کر سکے۔

اسی دن پہلی کے بعد کوڑی سے فز کر جب وہ کچھ راستہ پر چلا کر اپنے گھر پر پہنچا تو اسے اسے ایک شکستہ ٹیلی فون پر موبی فکر آئی، جس پر کچھ کھاتے بھی تھے۔ وہ ٹیلی فون پر اس کے دور سے اس کے دوستوں سے اسے کہہ کر اس کی سڑک پر آئی تھی۔ دانش نے جہاں سے اسے دیکھا تو اسے اس کے ایک بڑے دوستوں اور وہ اسے افسانے کے لیے جھکا لیکن اس نے اس کی فکری استعداد کے آداب آتی اور اس نے سوچا کہ یہ مہدی کا ناقص حقوق تھا کہ اسے کیسے مصیبت کا باعث بن سکتا ہے یہ دیکھا جاتا ہے۔ یہ سوچ کر اس کا دل کچھ بھرا کر میرا حال دیکھ گیا۔

فکر پر اسے ہر دے کچھ کی ساری ساری غیبت اسے کچھ قراب ہوئی۔ اس کے والد نے اسے یہ نہیں کیا اور اس کی ماں کو دلاسا دینے کے لیے اسے بہت بڑی

۵۵۵۵

بیت بازی

۱۔ میں سب لگا کر ہے غلی
وہی بھر ہے سہریوں کی
۲۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
آپ مجھ پر ہاتھ ہے سے وہاں سے
۳۔ نہ اسی دھڑکے ہاتھ میں ہر
۴۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۵۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۶۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۷۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۸۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۹۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۰۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے



۱۱۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۲۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۳۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۴۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۵۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۶۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۷۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۸۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۱۹۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے
۲۰۔ دل بھری ہو، ہاتھ بھرے

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری ہمدرد خاندان برائے بھائی بھائیوں کا ایک حصہ ہے۔ ہر سینیٹ پر اسے پاکستان میں ہزاروں مریضوں کا فری چیک اپ کر کے فری دوا لیاں دی جاتی ہیں۔ یہ فری دوا ہنگامہ ڈسپنسریاں کر دیتی، لاہور، ملتان، بنیالہ، پور، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، اپنا اور گوست، سکس، حیدر آباد اور آواز و شہر میں مستحق مریضوں کا علاج کرتی ہیں۔

کراچی کے لیے جیسے گاڑیاں اور چاقو فیملی علاج میں خدمت پر مامور ہیں، نازی آباد، گلشن ہمارا، اورنگی ٹمبر 13، قائم ٹائی کاٹونی، جلد یہ ٹاؤن، نیکراچی ٹیکٹر 11-D، ٹیکٹر 11-F، نئی آبادی، پوسٹ گوٹھ، ایسٹ ٹیکٹر ٹیس، دے، تعداد کی ہستی، کورنگی ٹمبر 2، کورنگی سوکوارڈز، کورنگی ٹمبر 4، کورنگی گوٹھ، محمود آباد، عمر گوٹھ، ایچ ب گوٹھ، مدرسہ انوار الامان، سلطان آباد، مدرسہ شیخ العلوم، دھیل کاٹونی، اکبر گڑھ، مہاجر کھمبہ، جلد یہ ٹاؤن ٹمبر 3، قلعہ حلقہ (لال مسجد)، نور پور، محلہ، موچہ گوٹھ، جلد یہ ٹاؤن ٹمبر 7، مشرق کاٹونی، جاگ سی، آئیف، ای اور ایس رواد، ریاست آباد، پٹی کوشی، کورنگی نازی کاٹونی، حیدر کاٹونی اور ٹمبر۔

ہمدرد نوجوان اسمبلی

ہمدرد نوجوان اسمبلی راولپنڈی راجست - حیات محمد علی

ہمدرد نوجوان اسمبلی راولپنڈی کے اجلاس میں مہمان خصوصی اکادمی اوریات پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل مخدوم ڈاکٹر راشد علیہ تھے۔ یوم اقبال کے سلسلے میں اس



خصوصی اجلاس کا موضوع تھا "مراد علی احمدی نوجوان نوجوانی ہے" نوجوانی نوجوانی میں ہم بچہ کرنا" انجمن اسمبلی مائیں مل گئیں۔

قرآن مجید کی سورت اور ہمدرد نوجوان

محمد زید اور ساتھیوں نے ہمدردی تو

حکومت و سماجی طبقے سے اور

ہر نہایت بھروسہ و توجہ سے ملنے والے ہمدردی کا پتہ لگ کر چلی، ساتھیوں کے پیش کی۔ نوجوان مقررین نے یہ سیدہ منجیب زہرا، شاد، زہرا، احمد، امان، سیدہ، ساجد، عامر علی، و۔ لودون شامی تھیں۔

آئی صدر ہمدرد نوجوان اسمبلی محمد سعید راشد نے فرمایا کہ شہر مشرق، منصور پاکستان حضرت علامہ اقبال چاری مسلمان کے لیے اور خصوصاً مسلمانان برائے لیے انہوں نے کی طرف سے ایک بار سے انہوں نے طور پر انہوں نے درمیان کیجیے گئے تھے۔

یاد رہے ہمدرد نوجوان اسمبلی 1998ء سے 2018ء تک

آئیے مصوری سیکھیں

نوازل اوم



آئیے ہم آپ کو دانت سے دانت کے متعلق بتائیں گے جس کا تعلق بھی رنگوں سے ہے۔
 سب سے پہلے ایک ۳۰ سے لمبے کا پتہ منتخب کرنا اور اسے دو تین کا ٹکڑا بنائیں۔ یہاں پانی
 ٹانگے دکھانے لگے ہیں۔ پھر ان ٹانگوں میں بیوی کی مٹھی سے لڑا رنگ کر کے لکھ
 رنگ کر لیں۔ اب بیوی کو لکھ کر انھیں دائرے کی شکل میں جوڑ لیں۔ اسے آپ بھانر
 کے طور پر بچہ پر لٹکا سکتے ہیں۔

۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء



نوازل اوم



۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء

۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء



۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء

۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء

۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء

۵۵ سالہ سرور و نوازل (۹۳) ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء



ایک صاحب ادیب آرٹسٹ کے پاس پیچھے دو رہ گئے۔ "اچھا تو آپ میں دو مشہور
صوفی شخصیات نوروں کی تصاویر بنانے میں کمال حاصل ہے۔"
مسٹر "جی ہاں، کیا آپ وہی ادیب تصویر بناتی ہے؟"

باکمال طبیب

دوا دہان

پرانے زمانے میں ایک بہت سنا پادشاہ تھا۔ ملاپے سے اسے اپنے کاموں سے
مشغول کر دیا تھا۔ اس نے شادی طبیبوں کو بیچ کر کے کہا: "کوئی مناسب تہہ کر دے گا، مگر میرا
بدن بگاڑ جائے۔" "نہیں وہ اپنا جگہ نہ کر سکے۔"

پھر ایک مشہور طبیب کو بلا دیا گیا۔ اس نے کہا: "میں طبیب سے زیادہ لکوی ہوں۔
آج رات آپ کے ستاروں کی چال پر غور کروں گا کہ کون سی دوا آپ کے ستاروں سے
میل کھاتی ہے۔"

اگلے دن دوا ضرور دلا اور یہاں: "پادشاہ سلامت! مجھے امن دیا جائے۔"

پادشاہ نے کہا: "اوسن دیا گیا۔"

حکیم نے کہا: "میرا آٹ رات آپ کے ستاروں پر غور کرتا رہا۔ آپ کو بہت
انفوس کے ساتھ آگاہ کر رہا ہوں کہ ستاروں کی چال کے مطابق آپ کی عمر صرف ایک
سنتا رہی ہے۔ اللہ کے حکم سے ہماری فطرت کوئی لگا نہیں ہوتی۔"

چون کہ پادشاہ کے ہوش آؤ گئے۔ اب وہ سب حکمرانیت ہلا سے طاق رکھ کر
لوگوں سے الگ تنہا سماج اور غریب میں مقیم رہے گا۔ حکومت کا کام اپنے بیٹے کے پرہیز
کردیا۔ بدرون اس کا قہر نہ تھا۔ یہاں تک کہ گھٹ گھٹ کر اس کا وزن کم ہو گیا۔

دوا نہیں دینا بعد طبیب کو مشورے کے لیے طلب کیا اور اس سے اپنی صحت کے
بارے میں رائے معلوم کی۔

طیب نے کہا: "اے بادشاہی عزت جو مائے۔ مجھے تو اپنی حرکات نہیں تو آپ کی
حرکت کیا حال جان سکتا تھا۔ میرے پاس آپ کے اہل غم اور فکر مسئلہ کرنے کے سوا کوئی
چارہ نہیں تھا۔ اس قدر ہے آپ کی جہل عقل تھی اور سلاطین ختم ہو گیا۔" بادشاہ خوش ہوا
اور اسے بہت سادہ جام دے کر رخصت کیا۔

— ☆ —

ایک جنازہ بارہ تھا، طیب "امی تو خ" کی نظر پڑا سے پرچی تو وہ ایک دم چلنا۔
"اور سے لوگو اتھارہ چار زندہ ہے۔ مجھے موقع دے دیں اس کا علاج کر دیں۔"
تو کہ حیران ہو گئے، لیکن علاج کرائے میں کیا حرکت تھا۔ اسے حمام میں داخل
کر کے علاج شروع کر دیا۔ چوتھیں گھنٹے بعد وہ دل میں آ گیا۔ طیب سے پوچھا گیا کہ
آپ نے کیسے پیمان لیا کہ چنڈا دے۔ اس نے کہا کہ میں نے پاؤں گھڑے تھے۔ جب
کہ مروے کے پاؤں تھوڑے گھنٹے روٹ گئے۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ چنڈا دے صرف
اسے سکتے ہو گیا ہے۔

— ☆ —

ایک شخص بلدا سے "رے" پہنچا۔ راستے میں اسے غلوے غلوے آئے تھے۔ اس نے
مشہور طیب کو کھراڑی کو تکلیف پہنچی۔ انھوں نے اس کا ہر اعتقاد سے معافی نہ کیا، لیکن کوئی
بیاداری نہ جان سکے۔ مریض نہ مکی سے ۱۵ ماہ میں ہوا کہ باپ طیب بھی اس کی بیماری نہ
پکڑ سکا۔ رازی نے اس سے حالات سفر دریافت کیے اور پانی کی کیفیت پوچھی جو دریاں سفر
اس نے کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ خوشی اور ناخوشی کا پانی پیلا ہے۔ رازی غوراً اس کو سمجھ گیا۔

انھوں نے کہا: "میں اس شرط پر تمہارا علاج کروں گا کہ تم اپنے لڑکوں سے کہو کہ
جو میں آؤں اس پر غوراً عمل کریں۔"

اس نے لڑکوں کو رازی کی اطاعت کا پابند بنادیا۔ رازی نے بہت ساری کالی منگوای
اور اس سے کہا: یہ سب نکل جاؤ۔ وہ خودی سے نکل کر صیریں اور کچا "مروجہ" میں بھاگا۔

رازی نے لڑکوں کو حکم دیا کہ پکڑ کر اس کا منہ کھول دو۔ خود اس کے منہ میں زور
زور سے کالی ٹھونسے لگے۔ اس سے نکلنے کا مطالبہ بھی کرتے رہے اور دھمکیاں بھی دیتے
رہے کہ اگر نہ نکھار دیا جائے گی۔ اور فریاد کرتا رہا کہ مجھے تے ہو جانے کی۔ رازی تے
آنے تک کالی ٹھونسے میں ڈالتے رہے۔ جب تے آئی تو رازی نے تے پر غور کیا تو اس
میں جھک سوجھی۔ ہوا یہ کہ کالی جھک کے پاس پہنچی تو وہ ٹھونسے میں اس کی دھ سے کالی کے
قریب ہوئی اور اپنی پکڑ پھڑ دی۔ طبیعت نے تے کی صورت میں کالی کو جھک سمیت
بازر پھینک دیا۔

— ☆ —

ایک تو عمر لڑکے کے سحر سے میں شہید رہ رہ گیا۔ اکثر اوقات اسے درد کی ٹھیس
آگئیں۔ یہاں تک کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ اسے مرض کا سبب معلوم تھا۔ نہ طیب
جان سکا۔ طیب نے اس سے زمانہ قوت درستی کے حالات دریافت کیے تو اس نے بتایا:
"میں ایک دہتر بارغ میں گیا۔ وہاں ایک چکر گائیں، جی میں اور فروخت کے لیے اہل
پنسے تھے۔ میں انھوں سے انار کا سر کاٹا اور ذکر نکوے کر کے خوب کھا چا رہا۔"

طیب نے یہ سن کر کہا: "آج تو میں بھی جی میرا علاج کروں گا۔"

دوسرے دن حبیب بنہ دیش گوشت کے کچے ہوئے کھا رہا تھا۔

سرمیش نے پوچھا: "کیا چیز ہے؟"

حبیب نے گوشت کھانے لگا۔ دیکھنے کے بعد تاقی گے۔ جب وہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا تو

حبیب نے کہا: "یہ کتنے کھا گوشت تو بہت مہینے کھایا ہے۔"

یہ سنا تھا کہ اسے خوارانے ہو گئی۔ حبیب نے تے میں سیاہ رنگ کی کھجور کی کھنٹی

میں لائی جو حرکت کر رہی تھی، پھر لے کر باغیچے میں دیکھا تو وہ ایک چھڑی تھی۔

حبیب نے کہا: "جیسا انا چلے تھے وہاں کھانے کی چیزیں بھی تھیں۔ کوئی

خجور کی تار کے سرے پر آگئی تھی۔ جب ان رقم نے انہیں دیکھ کر کھانا تو وہ انہوں نے کھانا

میں آگئی۔ مجھے معلوم تھا کہ چھڑی تھیں کہ گوشت پر لایا ہو سکتی ہے۔ خبردار! آج بد بخت

دیکھنے کوئی چیز کو میں نہ ڈال۔"

— ۵۶ —

ماہیوں کا قاتل عرب کے ایک ایسے قبیلے سے گزرا، جہاں تین بیٹیں مطلب کرتی

تھیں۔ ایک قصص نے انہیں دیکھنے کے لیے اپنے ایک ساتھی کی پھلی گولڈری سے پھیل

دیا۔ اس میں خون بہنے لگا۔ اسے اٹھا کر وہ بیٹوں کے پاس لایا اور بتایا کہ اس کو سانپ

نے کاٹا ہے۔ ان میں سے چھوٹی بیٹی نے کہا: "اس کا جسم ایسی گولڈری سے بھرا ہوا ہے،

میں پر فرماں پانے کا زہر کھا ہوا تھا۔ اس کی دیکھ یہ ہے کہ جب اس سے جان کو اس پر

لگے گی تو یہ مر جائے گا۔"

واقعی جب سورج طلوع ہوا اور صوبہ لگی تو وہ انہیں مر گیا۔

۵۷

معلومات ہی معلومات

۱۱۸۸ھ میں

ذوالحجہ تین (دو ہجرت کرنے والے)

ذوالحجہ تین (دو ہجرت کرنے والے)، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو ہجرتیں کی تھیں۔ پہلی ہجرت عراق سے کوفہ کی جانب اور

دوسرے کوفہ سے ملک شام کی طرف۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور شروع ہی سے نبوت پر حق کے خلاف

تھے۔ اسی وجہ سے کافروں نے آپ کو آگ میں ڈالنے کی سازش کر رکھی تھی۔ وہ آپ کو

آگ میں ڈال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے غلطی نہ ہوئی۔ حضرت اسامی علیہ السلام

اور حضرت علی علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔

ذوالحجہ تین، حضرت حفصہؓ کا بھی لقب ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سبا زار بھائی اور حضرت علی کریمؓ کے بھائی تھے۔ وہ عمر میں حضرت علیؓ سے

دس سال بڑے تھے۔ انہوں نے کئے کئے کافروں کے مظالم سے ٹھک کر اپنی بیوی

حضرت اسماءؓ سے ساتھ ہجرت کی۔ حبشہ سے واپس لوٹنے کے بعد بارہا ان کی نظروں

پر سورہ مہم کی تلاوت کی شہرت رہی۔ اس کے بعد وہ دس سال حبشہ میں رہے۔ دوسری

ہجرت فتح خیبر کے بعد مدینہ کی جانب کی اور یہی سرگرمی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اللہ کے رسولؐ نے انہیں کھانے کا اور بیٹائی پر کفر فرمایا: "مجھے انہیں معلوم کہ مجھے پیغمبر

کے آنے کی زیادہ خوشی ہوئی ہے یا فتح خیبر کی۔"

غزوہ ۱۹۷۱ء میں ان کے دونوں بازو کٹ گئے، مگر ہر گز انھوں نے علم کو گرنے
 نہیں دیا اور پھر وہ شہید ہو گئے۔

سجرات

سجرات، ہزاروں ملک کے سو بے انتہا بے ایک شہر کا نام ہے، ہر خلق کی حیثیت
 بھی رکھتا ہے۔ اس کے ثواب میں تعمیر اور نوکری کی بلند پائے کی شایہ سب صفت کے اثر
 ہیں۔ گندم، چاول اور دالیں وغیرہ اس ضلع کی اہم پیداوار ہیں۔ سجرات کے چھ بڑے
 پاکستان میں استعمالی کچے جاتے ہیں۔ زمیندار کالچ اور سرسید کالچ یہاں کے اہم
 تعلیمی ادارے ہیں۔ مغل بادشاہ، آکیر کے دربار کا تعمیر گرا ہوا حمام اور قلعہ اب بھی
 موجود ہے۔ اور تھک زب ناٹیکری بیوی رائی کل کھڑا بھی ہے۔

سجرات، مغربی بھارت کی ایک ریاست کا نام بھی ہے، جہاں کی زبان گجراتی
 ہے۔ اس ریاست کی اہم پیداوار چاول، اجڑا، جوار، گندم، دھنچکی ہیں۔ عمدہ کپڑے کی
 صنعت کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں سے نیاٹ بھی کافی ملتی ہیں۔

فرخی پربت

فکس (PHOENIX) جاتی زبان کا لفظ ہے۔ یہ ایک نہایت خوش آواز اور
 خوش رنگ افسانوی پرندہ کا نام ہے۔ جسے موسیقار پرندہ بھی کہتے ہیں۔ داستانوں میں
 یہ پرندہ مرگ میں پڑا جاتا ہے۔

ہا، ایک اور مشہور فرخی پربت کا نام ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ یہ جس کے
 سر سے گزر جائے وہ اسی کا جاتا ہے۔

دعوت چھاؤں

پاکستان میں اردو کے بزرگ ترین شاعر، نثری، دہلوی کے ایک شعری مجموعے کا نام
 "دعوت چھاؤں" ہے جو ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ یہ ترتیب کے انتہاء سے ان کا پہلا اور
 آخری شعری مجموعہ تھا۔ دہلوی ۹ نومبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اصل نام
 مسعود الحسن تھا۔ وہ ۱۹۴۰ء میں کی بھرپور زندگی گزار کر ۲۴ ستمبر ۲۰۰۱ء کو کراچی میں انتقال کر گئے۔

دعوت چھاؤں، ایک نامکمل خودنوشت (آپ اپنی کا نام بھی ہے جو مشہور افسانہ
 نگار، مدیر اور کئی انشائیہ نویس کے مؤلف مسدود کی تفسیر ہوئی ہے۔ مسدود کا نام
 ۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء کو پورا ہوا۔ انھوں نے ماہ نامہ طالب علم (سائنس میگزین)،
 المائدہ، لاجسٹ، اسلامی ڈائجسٹ، پاکستان ڈائجسٹ، ماہ نامہ علم القرآن اور
 اچانک طوم جیسے جریدہ جاری کیے، اسلامی انشائیہ نویس، انشائیہ نویس پاکستان اور
 میراث انشائیہ نویس سمیت کئی شکار انشائیہ نویس کا مرتب کیا۔ ان کے ادارے کا نام
 بھی شاد تھا۔ ان کا انتقال ۲۳ مارچ ۲۰۰۱ء کو لاہور میں ہوا۔

ہم آواز، مگر معنی مختلف

کونسا ہندی زبان میں تین بزرگ کی لمبائی یا نشانی کے کلمہ کو کہتے ہیں۔
 کونسا ہندی میں دھانس (تین کھانسی کی آواز)، پامامہ، پتھر کے کو کہتے ہیں۔
 گوگ، دھانس میں کئی کھانسی کے لیے، گئے کو کہتے ہیں۔
 گوگ، ہندی میں اوچی اور سربلی آواز کو کہتے ہیں نہ صرف نام میں کوئی کی آواز
 کو کہنا کہتے ہیں۔



تھے حیران مار



نقوش سیرت

شمس الدین محمد سعید

اپنی زندگی گزارنے اور پاکیزہ انسانیت اور عبادت گزارانہ چاہنے کے لیے
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اور عمل پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔
 حضور نے اللہ تعالیٰ سے احکام یا کس طرح سے عمل کیا، ہدایت کیسے کی،
 وہ خوش اور غصوں سے ساتھ کیسے پیش کیا، دشمنوں اور منافقوں سے ساتھ
 آپ کا یہ سب کچھ تھا، آپ نے عبادت اور دنیاوی و انسانی کی جو مثالیں
 فراہم کیں، سب کا رعبہ لے کر رہا، انہماک مول گیا۔
 اسی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات مبارک کے مختلف
 واقعات نہایت آسان اور دل کشی والے انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔
 پہلے یہ کتاب چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ چاروں کو کتب سیرت کے نام سے
 پکارا جاتا ہے۔
 یہ کتاب ہے۔ یہ ایک ایسا کتاب ہے جس سے ہر مسلمان کا دل
 اچھلتا ہے۔

نوبہ مسرت ہفت : ۱۵۰ نسخہ
 منسلک کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے
 مندرجہ میں منسلک کتاب کا یہ ۱۵۰ نسخہ

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند، پاکستان

① ایک مال دار تو جوان سے ایک ہندو
 نے کہا: "صاحب! کیا بات ہے دو سال
 پہلے آپ مجھے دی ہوئے دیتے تھے۔ پہلے
 سال سے پاکی رہے دینے لگے اور آج
 صرف ایک رہا۔"

تو جوان بولا: "بھئی! دو سال پہلے
 میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ مجھے سال
 میری شادی ہوئی اور اب میرا ایک ہی
 بچہ ہے۔"

② ایک آدمی باورچی کی ڈگری سے
 لے کر ایک گھر پر پہنچا۔ مالک نے پوچھا

"کیا نام ہے؟"

"میرا نام خدا بخش ہے۔"

"واحد ہیں، کیا نام ہے؟"

"جی، اللہ بخش ہے۔"

"تمہارے بچے ہیں؟"

"جی، ایک بچہ ہے سولہ سال۔"

"کیا کام کر دیتے؟"

"امیدوار بخش ہے۔"

"کچھ کیا کاتے؟"

"بخش بخش ہے۔"

③ ایک صاحب نے تصویر بنانا شروع کی
 ایک پردے پر بنی آدمی تصویر دیکھ کر اس
 کی تعریفیں شروع کر دی: "واہ وا! کیا
 عمدہ شاد کار ہے۔ اپنے پردے پر اتنا
 خوب صورت آرت میں نے آج تک
 نہیں دیکھا۔"

تو صاحب نے کہا: "میرا نام خدا بخش ہے۔"

"میرا نام خدا بخش ہے۔"

"میرا نام خدا بخش ہے۔"

[illegible]

۱۸۸۱ء جنوری ۲۰ء

پیش کشا

پنجمن ملاکی ہوئی

مرغی کا گوشت پھر ڈال : ایک کلو / دہی : آدھا کلو
 پھل پھل : ایک کلو / پانی : ایک کلو / دہی : آدھا کلو
 دھواں ہو کر اور کھانے کا پانی : ایک کلو / دہی : آدھا کلو
 دھواں ہو کر اور کھانے کا پانی : ایک کلو / دہی : آدھا کلو
 دھواں ہو کر اور کھانے کا پانی : ایک کلو / دہی : آدھا کلو

میسر کا علاقہ

مسئله : اگر $\frac{1}{2} : \frac{1}{4} = \frac{3}{4} : \frac{1}{2}$ و $\frac{1}{2} : \frac{1}{4} = \frac{3}{4} : \frac{1}{2}$ باشد ، چه عددی ؟

روز : آدھاکو / گھنٹہ : ایکدہ

ترکیب : چینی گواہی طرح کی شیشی جھونپٹیں۔ دروازے اور کمرے کے نوکریں، جس ڈال

مرد و عورتوں کے درمیان۔ اب ہم نے جو نئے قسمی میں داد اور انہوں نے کا میز و محافل پر ہیں اور طرح

نور کی دریا یوں میں۔ جسے دار کتب کا خزانہ قرار ہے۔

mothercare



Soft
and
Smooth!

نونهال لغت

چہرہ	فہوئی گہ	گھڑان لاقہن، ہنسنہ
ہمیاں	ہٹ مٹ کال	ہارڈل، ہارڈ
ہیچا ساکی	ہٹا پٹا کال	ہٹا کڑا، ہٹا کڑا
اسٹال	اٹن کال	اٹن کال کے کال، اٹن کال کے کال
آسرا	اٹن کال	اٹن کال، اٹن کال، اٹن کال
سہوہ	سہوہ کال	سہوہ کال، سہوہ کال
پہنچے	پہنچے کال	پہنچے کال، پہنچے کال
چال	چال کال	چال کال، چال کال
لٹ	لٹ کال	لٹ کال، لٹ کال
ہارٹ	ہارٹ کال	ہارٹ کال، ہارٹ کال
مشت	مشت کال	مشت کال، مشت کال
مسلط	مسلط کال	مسلط کال، مسلط کال
گھوڑ	گھوڑ کال	گھوڑ کال، گھوڑ کال
جہو	جہو کال	جہو کال، جہو کال
قرطاس	قرطاس کال	قرطاس کال، قرطاس کال
ہاکھ	ہاکھ کال	ہاکھ کال، ہاکھ کال
مراد	مراد کال	مراد کال، مراد کال
طاق	طاق کال	طاق کال، طاق کال